اِسلام میں مساجد کی اہمیت

تمام معابد کا مشترکہ ورثہ اور ان کا نظامِ عدل و انصاف

خانہ کعبہ اسلامی منشور کا عَلَم ہے اور تمام مساجد اور عبادت گاہیں اس منشور کے ذیلی عَلَم اور قلعے ہیں، ان اقدار کی حفاظت کے جن کا تصوّر مذہب نے دیا ہے

آئمہ مساجد کی ذمّہ داریاں

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں　　قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

اسلام میں مساجد کی اہمیت

آئمہ مساجد کی ذمہ داریاں

تمام معابد کا مشترکہ ورثہ اور اُن کا نظام عدل انصاف

مصنف:
(قادیانی)
عباس احمد خان

مصنف ______ عباس احمد خان ___
پام دیو۔ ۵ ڈیوس روڈ
لاہور

___ ناشر ___
فرخ احمد خان

تعداد اشاعت ... ایک ہزار
مطبع ______ یونائیٹڈ آرٹ پرنٹرز رائل پارک لاہور
طبع اول ____ مارچ ۱۹۷۸ء
کاتب ____ قاسم خورشید
قیمت ____ دس روپے

فہرست

اوصافِ قرآن کریم

نورِ فرقاں ہے جو سب نوروں سے اجلیٰ نکلا | پاک وہ جس سے یہ انوار کا دریا نکلا
حق کی توحید کا مرجھا ہی چلا تھا پودا | ناگہاں غیب سے یہ چشمۂ اصفیٰ نکلا
یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے | جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیّا نکلا
سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں | مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ | وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا
پہلے سمجھے تھے کہ موسیٰ کا عصا ہے فرقاں | پھر جو سوچا تو ہر اک لفظ مسیحا نکلا
ہے قصور اپنا ہی اندھوں کا وگرنہ وہ نور | ایسا چمکا ہے کہ صد نیّرِ بیضا نکلا

زندگی ایسوں کی کیا خاک ہے اس دنیا میں
جن کا اس نور کے ہوتے بھی دلِ اعمیٰ نکلا
جلنے سے آگے ہی یہ لوگ تو جل جاتے ہیں
جن کی ہر بات فقط جھوٹ کا پتلا نکلا

منظوم کلام بانی سلسلۂ عالیہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب مسیحِ موعود
ومہدیٔ موعود علیہ السلام

منقول از براہین احمدیہ حصّہ سوم
صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ ۱۸۸۲ء

انتساب

ایک مفلس، احقر العباد، عاصی اور گنہ گار کی طرف سے حقیر پیش کش میرے والد اور میری والدہ کے نام جن کی برکت اور تربیت سے دین کی محبت مجھے عطا ہوئی۔ مظلوم دکھی انسانیت کے نام جو اپنے خالق کے دیئے ہوئے حقوق سے محروم کردی گئی ہے۔

اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب سابق صدر عالمی عدالت کے نام، جن کا پاک نمونہ آئندہ صدیوں کی تاریخ کو انشاءاللہ روشن کرتا رہے گا۔ جنہوں نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا حقیقی نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالٰے نے آپ کو علم و حکمت بھی دی، مال و دولت بھی دیا۔ عزت اور بلند سے بلند مراتب بھی دیئے لیکن کوئی کبر و غرور اور خود ستائی پیدا نہ ہوئی اور اپنا سب کچھ اللہ اور اس کے بندوں کیلئے خرچ کرتے رہے اور کرتے رہتے ہیں حتیٰ کہ دولت کی فراوانی کے باوجود بہت قلیل رقم اپنے لئے خرچ کرتے ہیں اور باقی تمام وسائل اشاعتِ دین، افزائشِ علوم اور بے کسوں اور بے سہاروں کی دستگیری میں خرچ کرتے ہیں اور یہی نمونہ ہے جس سے خانہ کعبہ اور مساجد کے قیام کے مقاصد حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

حرفِ آغاز

رُوحانی رقص اور حج

اعلیٰ ترین صداقتوں کی تصویری زبان

خدا تعالےٰ کے محض فضل سے ۱۹۷۰ء میں مجھے عمرہ اور ۱۹۷۳ء میں فریضۂ حج ادا کرنے کی توفیق ملی۔ حج اور عمرہ ادا کرنے کے بعد سے ہر وقت دل میں لگن رہتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ بار بار اللہ کے اس گھر کی زیارت نصیب ہوتی رہے۔

حجاز مقدس سے واپسی پر میرے دل میں عمرہ اور حج کے بارہ میں بعض مناسک اور ان کی حکمت معلوم کرنے کی خواہش پیدا ہوئی اور میں ان امور پر غور کرتا رہا۔ حج کے موقع پر انہی مناسک میں سے رمی الجمرات ہے اور میرے مضمون کا محور بھی رمی الجمرات کا فلسفہ ہے۔

حج کے موقعہ پر پاکستان کے مشہور صحافی جناب مکرم محترم مخدومی میاں محمد شفیع صاحب سے محلہ جیاد میں جب کہ میں عمرہ کیلئے بحالتِ احرام جا رہا تھا، ملاقات ہو گئی اور ان سے بھی رمی الجمرات کے بارہ میں ذکر ہوا۔ انہوں نے میرا نظریہ دریافت کیا لیکن میں نے انہیں جواب دیا کہ میں اپنی تفہیم کو انشاء اللہ ملک واپسی کے بعد کسی وقت بیان کروں گا۔

حج کی ادائیگی کے بعد مدینہ جاتے ہوئے ایک نوجوان پاکستانی میرے ہمسفر تھے جو اٹلی میں کسی بڑے کاروباری ادارہ میں اچھے منصب پر کام کرتے تھے اور خود بھی بہت پڑھے لکھے آدمی تھے وہ بھی فریضۂ حج ادا کرنے کے بعد زیارت کے لئے مدینہ منورہ جارہے تھے جہاں مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ ایک صاحبِ ثروت و دولت، صاحب علم وعقل اور مغربی تہذیب کے گہوارہ میں رہنے والا نوجوان عین جوانی کے عالم میں حج کرنے کے لئے آیا ہوا ہے۔ وہاں دوسری طرف اس بات کا بھی افسوس تھا کہ حج کرنے کے بعد اس کا دل و دماغ بعض مناسک کی ادائیگی سے مطمئن نہیں تھا۔ اور اسے جستجو اور تلاش تھی کہ ان مناسک کی عقلی توجیہہ بھی اس کے سامنے آئے اور وہ مناسک کے ظاہری جسم کے علاوہ اس کا باطن بھی معلوم کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ جب میں نے اسے بتایا کہ نسلِ انسانی کے تین دور ساری انسانیت کی فلاح وبہبود کے مرکزی ستون ہیں اور تم جو رمی جس کا میں نے اپنے اس مضمون میں ذکر کیا ہے کرکے آرہے ہو وہ ان شیطانوں کی رمی ہے جو ان ستونوں کو گرانا چاہتے ہیں۔ اس نوجوان نے میرے اس استدلال کو بہت ہی پسند کیا اور اس کے بعد حج سے واپسی پر مجھ سے کراچی میں ملنے کے لئے بھی آیا اور میرا شکریہ ادا کیا کہ میں نے اس کے مشوش و مضطرب ذہن کو عقلی اور روحانی دونوں

پہلوؤں سے مطمئن کر دیا۔

دورانِ حج میں مجھے ایک اور کیفیت کا سامنا ہوا اور وہ یہ کہ نو (۹) ذوالحجہ کو عرفات کے میدان میں قریباً سولہ لاکھ کا اجتماع احرام باندھے ہوئے لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ کے دل سوز نعرے لگاتا ہوا اور نہایت ہی کرب اور اضطراب میں دعائیں کرتا ہوا نظر آیا اور پھر مجھے خیال آیا کہ یہ اتنا بڑا اجتماع کم و بیش ہر سال اسی کیفیت کا مظہر ہوتا ہے اور یہ وہ مقام ہے اور خصوصیت کے ساتھ یہ وہ دن ہیں جن میں ہمارے قادر و توانا، سمیع و بصیر، مجیب الدعوات خدا کی طرف سے وعدہ دیا گیا ہے۔ کہ ان دنوں میں خصوصیت کے ساتھ دعائیں قبول کی جاتی ہے میں نے سوچا کہ پھر کیا وجہ ہے کہ امتِ محمدیہ ہر سال اس کرب و اضطراب کے ساتھ یہاں دعائیں کرتی ہے۔ پھر بھی ہر طرف ناکامی، نامرادی، ذلت اور خواری کا منہ دیکھ رہی ہے۔ میرے دل نے یہ سوال کیا کہ خدا تعالیٰ سمیع و علیم نہیں ہے؟ اور کیا یہ مقام دعاؤں کی قبولیت کا مقام نہیں ہے؟ میں اسی سوچ میں تھا کہ میرے دل میں یہ تحریک پیدا ہوئی کہ میں سورۃ الاعراف کا مطالعہ کروں۔ چنانچہ میں اپنی ٹیکسی کے سایہ میں بیٹھ گیا اور اس سورۃ کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اور میں نے محسوس کیا کہ اس سورہ کی تلاوت میں میرے اکثر سوالات کا جواب ملتا جا رہا ہے۔ نہ صرف یہ کہ بلکہ فلسفہ حج کے بارہ میں

بھی بعض امور اسی سورہ کی تلاوت سے مجھے معلوم ہوئے۔ دوران تلاوت
جب میں اس آیت پر پہنچا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْھَا لَا تُفَتَّحُ
لَھُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰی
یَلِجَ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَاطِ ؕ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی
الْمُجْرِمِیْنَ۔ (سورہ الاعراف ۴۱)

ترجمہ:۔

"وہ لوگ جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے اور تکبر کرکے ان سے اعراض
کیا ہے اُن کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور وہ جنت
میں داخل نہیں ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو اور ہم
مجرموں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔"

تو میرے اس سوال کا جواب مجھے مل گیا کہ یہ اُمت کیوں باوجود اتنی عبادت
اور گریہ کی دعاؤں کی قبولیت سے محروم ہے۔

خدا تعالیٰ کے مامورین بھی آیات اللہ میں سے ہوتے ہیں ان کی تکذیب اور
ان کا مقابلہ میں استکبار، حبطِ اعمال، خسران اور ناکامی کی راہ ہے لہٰذا ہر
مسلمان کو اس بات کا جائزہ لینا چاہیئے کہ کیا بایں وجہ ان کے اعمال تو ضائع
نہیں ہو رہے۔ حبطِ اعمال کے اس مضمون کو سورہ محمدؐ میں بھی ایک نئے انداز میں

بیان کیا گیا ہے۔ بلکہ اسی سورۃ کی آخری آیت میں یہاں تک ڈرایا گیا ہے کہ اگر تم باز نہ آئے تو " وہ تمہاری جگہ ایک اور قوم کو بدل کر لے آئیگا اور وہ تمہاری طرح سستی کرنے والے نہیں ہوں گے۔"

پاکستان میں خصوصاً اور ساری دنیا کے مسلمانوں میں عموماً اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی خواہش کافی زور پکڑتی جا رہی ہے۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دلفریب نعرے تو لگ رہے ہیں لیکن اپنی منزل کی سمت اور راہ انہیں معلوم نہیں جس کی وجہ سے خیالات اور فکر میں بہت پراگندگی پائی جاتی ہے۔

امید ہے کہ خاکسار کا یہ مضمون اس منزل کی راہ کی نشاندہی کرنے میں ممد ہوگا۔ باللہ التوفیق۔

حج دراصل تصویری زبان میں روحانی رقص ہے۔ کعبہ کا سات بار طواف کئی ایک رموز اپنے اندر چھپائے ہوتے ہے۔ اور تصویری زبان میں یہ اقرار ہے کہ ہم خانہ کعبہ کے مقاصد عظام کے حصول کے لئے تن من کی بازی لگا دیں گے۔ اور ہو سکتا ہے کہ سات چکروں سے ان سات ہزار سال کی طرف بھی اشارہ ہو جو کہ ہماری اس مذہبی دنیا کی عمر ہے۔ منیٰ و عرفات کو روانگی اور ہر دو جگہ پر ۸ اور ۹ ذوالحجہ کو وقوف "دَنَا فَتَدَلّٰى" (النجم آیت ۹) کی تصویری زبان میں ترجمانی ہے۔

وقوفِ منیٰ دراصل اس آخری جست کی تیاری ہے جو مقامِ دنیٰ کے لئے

حاجی لگاتا ہے. جس طرح ایک ہوائی جہاز اپنی آخری اڑان سے پہلے ہلکے سے وقوف کے بعد اپنی پرواز لے لیتا ہے. بعینہٖ منیٰ میں اس آخری پرواز کے لئے تیار کی جاتی ہے. اور بندہ اپنے ظرف اور حالت کے مطابق اپنے رب کو پالیتا ہے. عرفات کے بعد فتدلّیٰ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور بندہ اپنے رب کو پاکر اس کی مخلوق کی خدمت اور اس کے حقوق کی ادائیگی کے لئے تیاری کرتا ہے. یہاں بھی وہ مزدلفہ میں وقوف کرتا ہے اور تدلّیٰ کا مقام حاصل کرنے کے لئے آخری جست لگانے کی تیاری کرتا ہے اور چونکہ عرفات کے میدان میں اس نے اپنے رب کو پالیا تھا لہذا یہاں اس کا دل کامل طور پر اپنے رب کی محبت اور عشق میں سرشار ہوتا ہے اسی لئے یہ فرمایا گیا۔

فَإِذَآ أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَٰتٍ فَٱذْكُرُوا۟ ٱللَّهَ عِندَ ٱلْمَشْعَرِ ٱلْحَرَامِ ۖ وَٱذْكُرُوهُ كَمَا هَدَىٰكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِۦ لَمِنَ ٱلضَّآلِّينَ : (البقرۃ. آیت ۱۹۹)

ثُمَّ أَفِيضُوا۟ مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ ٱلنَّاسُ وَٱسْتَغْفِرُوا۟ ٱللَّهَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ (البقرآیت ۲۰۰)

ترجمہ: پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کا ذکر

کرو۔ اور جس طرح اس نے تمہیں ہدایت دی ہے (اس کے مطابق)
اسے یاد کرو۔ اور اس سے پہلے یقیناً تم گمراہوں میں سے تھے۔
اور جہاں سے لوگ (واپس) لوٹتے رہے ہیں۔ وہیں سے
تم بھی (واپس) لوٹو اور اللہ سے مغفرت طلب کرو۔ اللہ یقیناً
بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

آیت محولہ بالا میں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے اور خدا تعالیٰ کے عشق
و محبت میں گم ہو کر اس کی صفات کو اپنے اندر جاری کرنا ہے اور آیت مابعد
بھی اسی مضمون کی تصدیق کرتی ہے۔

مزدلفہ میں بندہ اپنے رب کے عشق میں سرشار ہو کر منیٰ میں آتا ہے
اور رمی الجمرات اور قربانی حقوق العباد کی ادائیگی کا عملی طور پر تصویری
زبان میں اعلان ہیں اور استغفار جس کا مندرجہ بالا آیت میں حکم دیا گیا
تھا۔ اس کا تصویری زبان میں اقرار ہے۔

صفا اور مروہ کی سعی میں بھی ایک بہت ہی لطیف اشارہ ہے اور
وہ یہ کہ انسان کا کام ہے کوشش اور جد وجہد اور پرخلوص گریہ زاری سے
دعائیں۔ نتیجہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے صفا اور مروہ کے سات چکر لگائے
اور متضرعانہ دعائیں کرتی رہیں لیکن جو نتیجہ نکلا اس کا انحصار اس سعی سے

سے کوئی تعلق نہ تھا سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ نے ان کی اس دوڑ دھوپ کو اور عاجزانہ دعاؤں کو قبولیت بخشی اور اپنی طرف سے چاہ زم زم سے پانی نکال دیا۔ اس واقعہ میں سبق ہے اس بات کا کہ کوشش اور دعا و گریہ زاری بھی عبادت کے مفہوم میں ہے۔ اور انسان کا کام ہے کہ نکما نہ بیٹھے بلکہ ہر دم اور ہر وقت کوشش اور دعا میں لگا رہے۔

خدا تعالیٰ کی ذات بڑا رحیم ہے۔ ضرور ہے کہ وہ کسی نہ کسی وقت ضرور کوئی بہتر نتیجہ پیدا کر دے گا۔ اسی سعی میں غالباً یہ بھی اشارہ ہے کہ انسان کے اس مذہبی دور کے ساتویں ہزار سال میں بالآخر شیطان کو مغلوب کر لیا جائے گا اور رشد و ہدایت کا کامل اور مکمل دور ہوگا اور اسی لئے حضرت امام الزمان حضرت مہدی مسیح موعود علیہ السلام سے بھی خدا تعالیٰ نے مخاطب ہو کر فرمایا۔

" مَا اَنْتَ اَنْ تَتْرُکَ الشَّیْطَانَ قَبْلَ اَنْ تَغْلِبَہٗ "

(تذکرہ ۳۷۶)

ترجمہ:۔ تو ایسا نہیں ہے کہ شیطان کو مغلوب کرنے سے قبل اسے چھوڑ دے۔

مقام ابراہیم پر نفل کی ادائیگی بھی تصویری زبان میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ مقام ابراہیم وہ "جست گاہ" ہے جہاں سے خانہ کعبہ اور اس کے اعمال کے مقاصد عظام حاصل کئے جاسکتے ہیں اور یہ وہ مقام ہے جس کے بارہ میں

روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر ثانی سے فارغ ہوئے تو آپ کو بارگاہ ایزدی سے حکم ہوا۔

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ:

ترجمہ:۔

اور عام طور پر لوگوں میں اعلان کر دو کہ وہ اس بیت اللہ کے حج کرنے کو پیدل اور دُبلے اونٹوں پر سوار ہو کر دور دراز کی مسافت طے کر کے آئیں۔

حضرت ابراہیم نے عرض کیا مَا یَبْلُغُ صَوْتِیْ (میری آواز نہیں پہنچے گی) فرمایا۔ عَلَیْكَ الْاَذَانُ وَعَلَیْنَا الْبَلَاغُ تیرا کام پکارنا ہے اور پہنچا دینا ہمارا کام ہے۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک پتھر پر کھڑے ہو کر پکارا۔
یَآاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّ رَبَّكُمْ قَدْ بَنٰی لَكُمْ بَیْتًا وَكَتَبَ عَلَیْكُمُ الْحَجَّ فَاَجِیْبُوْا رَبَّكُمْ۔ اے لوگو! تحقیق، تمہارے پروردگار نے تمہارے لئے گھر بنایا اور تم پر حج فرض کیا پس خدا کے حکم کی تعمیل کرو۔" یہ پتھر آج تک موجود ہے اور مقام ابراہیم کہلاتا ہے۔

عَلَيۡكَ الۡاَذَانُ وَعَلَيۡنَا الۡبَلَاغُ کا فرمودہ صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے نہیں ہے بلکہ ہر اس شخص کے حق میں بھی ہے. جو مقامِ ابراہیم پر اپنے تیئں کھڑا کرتا ہے اور اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے. کہ جب خدا تعالےٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو وہ ملائکہ کو وحی کرتا ہے کہ وہ اس بندے سے محبت کرے تب ملائکہ آسمانوں میں اس کی منادی کرتے ہیں اور زمین میں اس کی قبولیّت پھیلائی جاتی ہے۔

اِسی طرح حجرِ اسود کا استلام بھی تصویری زبان میں یہ اقرار ہے. کہ اس میثاق کو پورا کریں گے جو زمانہ آدم سے بندوں نے خدا تعالےٰ کے ساتھ کیا تھا اور اس شمسِ رُوحانی یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے جس کے طفیل ساری کائنات روشن ہے. یہی وہ پتھر ہے جس کی طرف حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنی زبور میں اشارہ کیا ہے۔

"وہ پتھر جس کو معماروں نے رد کیا تھا کونے کا سرا ہو گیا ہے یہ خداوند سے ہوا جو ہماری نظروں میں عجیب ہے."

(زبور ۱۱۸ ! ۲۳-۲۲)

یہی وہ بن تراشا پتھر ہے "جیسا کہ تو نے دیکھا کہ وہ پتھر بغیر اس کے کہ کوئی ہاتھ اس کو پہاڑ سے کاٹے نکالے آپ سے آپ نکلا."

(دانیال ۲ ! ۴۵)

اب یہی رد کیا ہوا پتھر جو کونے کا سرا ہو گیا ہے۔ ساری مقدس تاریخ کو تلاش کرو تو سوائے بنی اسماعیل کے کسی کے لئے یہ ایک کامل نشان نہیں ہو سکتا۔ مسیح کو یہودیوں کا رد کرنا ایک معمولی واقعہ ہے جو سارے انبیاء کے ساتھ پیش آیا۔ مگر بنی اسماعیل کو بنی اسرائیل نے جن کی قوم مدت تک حکمران رہی بالکل رد کر دیا۔ یہاں تک کہ اس قوم کو عہد ابراہیمی سے بھی اپنی طرف سے خارج کر دیا۔ وہ نہ صرف اپنے ملک سے نکال کر ایک ریگستان میں رکھے گئے بلکہ ان کو ہمیشہ کے لئے رد شدہ تصور کر لیا گیا۔ پس یہی وہ پتھر تھا جس کو معماروں نے رد کر دیا اور اسی کی یادگار میں خانہ کعبہ کا وہ پتھر ہے جو حجر اسود کے نام سے موسوم ہے اور اس کو بوسہ دینا اس بات کی یادگار رہے کہ وہ رد کیا ہوا پتھر کونے کا سرا ہوا اسی کی طرف مسیح علیہ السلام نے اپنی انگورستان والی تمثیل میں اشارہ کیا ہے۔ یہاں یہ کہا ہے۔ کہ انگورستان کا مالک جب آئے گا تو انگورستان کو اور باغبانوں کے سپرد کر دے گا۔ یہ انگورستان کیا ہے۔ وہی خدا کی بادشاہت ہے جس کا ذکر خود مسیح علیہ السلام نے تمثیل کو واضح کرنے کے لئے ان الفاظ میں کیا ہے۔

"یسوع نے انہیں کہا کہ تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راج گیروں نے ناپسند کیا وہ ہی کونے کا سرا ہوا۔ یہ خداوند

کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب۔ اس لئے میں تم
سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لی جائے گی۔ اور ایک
قوم کو جو اس کے پھل لائے، دی جائے گی جو اس پتھر پر گرے
گا چور ہو جائے گا۔ جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا۔"

(متی، ۲۱-۴۳-۴۲)

یہاں مسیح نے بنی اسرائیل سے صاف طور پر کہہ دیا کہ خدائی بادشاہت
تم سے لے کر اور قوم کو دی جائے گی اور وہ قوم کونسی ہے۔ وہ وہی قوم ہے
جس کا نشان وہ پتھر ہے جسے معماروں نے ناپسند کیا یعنی قوم بنی اسماعیل
اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنے کے لئے حجرِ اسود کو بوسہ دیا جاتا ہے حجرِ
اسود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک کامل نشان ہے اور دیگر انبیاءُ
کے لئے آپ کے طفیل ایک ضمنی نشان ہیں۔

اسی حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مولانا سید غلام علی آزاد بلگرامی
متوفی ۱۲۰۰ ہجری "سبحۃ المرجان" میں لکھتے ہیں۔

"مثلاً کا الکواکب الوقاد   قد اودع الخلاق آدم نورہٗ
قول صحیح جیّدُ الاسناد   والهند مهبط جدّنا ومقامه
فسواد ارض الهند ضاء بدایۃً
من نور احمد خیرۃ الایجاد"

مستلزم سے لپٹ کر دعا بھی خانہ کعبہ کے برکات اور مقاصد کے حصول کی التجا ہے اور اس عشق کی کیفیت کا اظہار ہے جو خدا کے بندوں کو خانہ کعبہ کے مقاصد کے ساتھ ہے۔

اس کے بعد آب زم زم پینا اِن دینی اور دنیوی خزانوں کا علم حاصل کرنا ہے جس کی پیاس ہر خدا کے بندے کو لگی ہوئی ہے۔ یہ اسی معرفت کی پیاس کا اظہار ہے جس کے لئے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے تعمیر خانہ کعبہ کے وقت دعا کی تھی۔ کا

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (البقرہ آیت ۱۳۰)

آب زم زم پیتے وقت کی دعا اسی حکمت کی طرف اشارہ کرتی ہے اور وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ رِزْقًا وَّاسِعًا وَّعِلْمًا نَافِعًا وَّ شِفَاءً مِّنْ كُلِّ دَاءٍ ؕ

ترجمہ :۔

اے اللہ! میں تجھ سے وسیع رزق اور نفع رساں علم اور ہر ایک بیماری سے شفا کی التجا کرتا ہوں۔

حج اور عمرہ کی برکات سے وہ تمام لوگ جو یہ عبادتیں بجا لا چکے ہیں ۔
ضرور واقف ہوں گے ۔ راقم الحروف کو بھی اس سلسلہ میں ایک تجربہ ہو چکا
ہے اور وہ یہ کہ حج کو روانگی کے وقت میرے دل پہ انقباض پیدا ہو گیا
کہ محض حج کافی نہیں ہے فی زمانہ اصل ضرورت جہاد برائے
اشاعتِ اسلام ہے اور قرآنِ کریم کو اور قرآنی علوم کو دنیا میں پھیلانا ہے ۔
لہذا میرے دل نے مجھے یہ فیصلہ کرنے پر مجبور کیا کہ حج کے ساتھ اشاعت
قرآن کا پروگرام بھی بناؤں چنانچہ میں نے احمدیہ جماعت کی طرف سے
شائع شدہ پاکٹ سائز قرآن کریم جیب میں ڈال لیا اور یہ تہیہ کیا کہ میں
عازمینِ حج کو تحریک کروں گا کہ کم از کم ایک لاکھ قرآنِ کریم اشاعتِ قرآن
کے ضمن میں خریدیں ۔ چنانچہ جب میں مکہ مکرمہ پہنچا اور آتے ہی مناسکِ
عمرہ ادا کرنے کے بعد جب قیام گاہ میں واپس جا رہا تھا تو ایک افریقین رئیس
سے میرا آمنا سامنا ہوا ۔ میں نے انہیں السلام علیکم کہا اور دعوت دی کہ
ساتھ ہی قہوہ خانہ میں چائے پئیں ۔ ہم دونوں اس جگہ بیٹھ گئے اور میں نے
انہیں کہا کہ مکہ مکرمہ وہ جگہ ہے جہاں ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے
یہ وہ جگہ ہے یہاں آپ کو قرآنی وحی کا نزول شروع ہوا اور یہ وہ جگہ ہے
کہ جہاں اس وجہ سے آپ کو اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو کیسی کیسی اذیت ناک
تکلیفیں دی گئیں لیکن افسوس یہ قرآنی تحفہ جو اس نے اپنے خدا سے پا کر دنیا کو

دیا تھا۔ اور جس کی خاطر کس قدر اذیتیں اٹھائیں۔ آج اس قرآن کو اس کی اُمت چھوڑ چکی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس حج کے موقع پر مجھے چند ایک عاشقانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مل جائیں جو کم از کم ایک لاکھ قرآن اس موقعہ پہ دنیا میں پھیلانے کا انتظام کریں۔

میری ان باتوں کا اس افریقین دوست پر اتنا اثر ہوا کہ اس نے فوری کہا کہ وہ اس مقدس سرزمین میں خانہ کعبہ کے سامنے اور ان مبارک ایام میں یہ وعدہ کرتا ہے کہ وہ دس ہزار قرآن کریم خرید لے گا۔ چنانچہ وعدہ کے مطابق اس نے دس ہزار قرآن کا ایل سی (L.C) بھی کھول دیا۔ اسی طرح اس کے بعد اور بھی افریقین مجھے ملے انہوں نے بھی اس تحریک میں بھرپور حصہ لینے کا وعدہ کیا۔

میں نے یہ واقعہ ضمنی طور پر اس لیے بیان کیا ہے۔ تا ایک طرف برکاتِ حج کا اندازہ ہو اور دوئم اس لئے بھی تاکہ قارئین کے دل میں بھی یہ تحریک پیدا ہو کہ ہر شخص ایسا انتظام کرے کہ دنیا کے ہر فرد واحد کے پاس قرآنِ کریم کا ایک نسخہ اس کی اپنی زبان میں پہنچ جائے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔

بالآخر یہ عاجز قارئین سے درخواست کرتا ہے کہ اس عاجز کے لئے خاتمہ بالخیر کی دعا کریں۔ زندگی کی اس پرخطر وادی میں ماسوا انبیاء خلفاءِ

برحق. یا وہ جنہیں اِن مامورین کے ذریعہ جنت کی بشارت مل جائے کوئی بھی اپنے انجام کے خطرات سے محفوظ نہیں۔ تا وقتیکہ ملائکہ اس کی رُوح قبض کرتے وقت اسے۔

"سَلٰمٌ قف قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ" (یٰسین آیت ۵۹)

کا تحفہ نہ پہنچائیں اور وہ اپنے رب کی یہ آواز نہ سنیں۔

"فَادْخُلِيْ فِيْ عِبَادِيْ ۙ" (فجر آیت ۳۰)

"وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ۝" (فجر آیت ۳۱)

ترجمہ:۔

"پھر (تیرا رب تجھے کہتا ہے کہ) آ میرے (خاص) بندوں میں داخل ہوجا اور (آ) میری جنت میں داخل ہوجا۔"

مضمون ہٰذا مخدومی مکرمی محترم جناب قاضی محمد اسلم صاحب سابق پرنسپل گورنمنٹ کالج لاہور کی نظر سے گذرا اور انہوں نے ضروری مشورے دیئے اور طباعت کا ارشاد فرمایا۔ اسی طرح مخدومی مکرمی جناب پروفیسر شیخ منیرالدین صاحب سابق پروفیسر انجنیئرنگ کالج مغلپورہ لاہور نے بھی مضمون ہٰذا کے مندرجات بالخصوص فلسفہ حج، خانہ کعبہ کے تین اہم دور، اور فلسفہ رمی جمار اور مقاصد خانہ کعبہ اور دیگر معابد اور آئمہ مساجد کی ذمہ داریاں، کو بہت پسند فرمایا۔

اور مضمون ہذا کی طباعت کی تاکید فرمائی۔
مکرم قاضی غلام نبی صاحب نے پروف ریڈنگ کی، اور کتابت کی غلطیوں کی اصلاح کی۔ میں ان تمام احباب کا تہ دل سے شکر گذار ہوں اور قارئین سے ان سب کے لئے ہر قسم کے حفظ و امان، صحت و سلامتی اور خیر و برکت کی دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

اسلام میں مساجد کی اہمیت

خانۂ کعبہ اسلامی منشور کا عَلَم ہے اور تمام مساجد اور عبادت گاہیں اس منشور کے ذیلی عَلَم اور قلعے ہیں، ان اقدار کی حفاظت کے جس کا تصوّر مذہب نے دیا ہے

آئمۂ مساجد کے فرائض

اسلام میں نہ صرف مساجد بلکہ تمام عبادت گاہوں کے قیام کی اہمیت اور ان کے مقاصد، خانہ کعبہ کی اہمیت اور مقاصد کے ساتھ وابستہ ہیں لشمولیت مساجد تمام عبادت گاہیں دراصل خانۂ کعبہ کے اظلال و آثار ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اسلام نے تمام عبادت گاہوں کے تقدس کو قائم و برقرار رکھا اور ان کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

نِ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ

لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ (سورہ الحج ۔ آیت ۴۱)

ترجمہ:

(یہ وہ لوگ ہیں) جن کو ان کے گھروں سے صرف ان کے اتنا کہنے پر کہ اللہ ہمارا رب ہے بغیر کسی جائز وجہ کے نکالا گیا اور اگر اللہ ان (یعنی کفار) میں سے بعض کو بعض کے ذریعے سے (شرارت سے) باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے۔ برباد کر دیئے جاتے اور اللہ یقیناً اس کی مدد کریگا جو اس (کے دین) کی مدد کرے گا۔ اللہ یقیناً بہت طاقت ور (اور) غالب ہے۔

لہٰذا

مساجد اور دیگر معابد کی اہمیت اور مقاصد کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ہم خانہ کعبہ کے قیام اور تاسیس کی غرض و غایت معلوم کریں اور خانہ کعبہ کے قیام کے مقاصد کو سمجھنے کے بعد کوشش کریں کہ دیگر معابد سے بھی وہی مقاصد حاصل ہوں جن کی اہمیت اور تکمیل کے بارے میں قرآن کریم رہنمائی عطا کرتا ہے چنانچہ اس سلسلہ میں قرآن کریم کی تمام آیات یکجا جمع کی جاتی ہیں جو اس بات پر روشنی

ڈالتی ہیں کہ خانہ کعبہ کے قیام کرنے کے مقاصدِ عظام کیا ہیں اور ان مقاصد کی اہمیت اور برتری اور افضلیت کیا ہے۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ؕ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْىٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ۱۱۵

اور اس (شخص) سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جس نے اللہ کی مساجد سے (لوگوں کو) روکا کہ اُن میں اس کا نام لیا جائے۔ اور ان کی ویرانی کے درپے ہو گیا۔ ان (لوگوں) کے لئے مناسب تھا کہ اُن (مساجد) کے اندر داخل ہوتے مگر (خدا سے) ڈرتے ہوئے اُن کے لئے دنیا میں (بھی) رسوائی ہے اور آخرت میں (بھی) ان کے لئے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۗ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ ۱۱۶

اور مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں۔ اس لئے جدھر بھی تم رُخ کرو گے ادھر ہی اللہ کی توجہ ہو گی۔ اللہ یقیناً وسعت دینے والا (اور) بڑا جاننے والا ہے۔

وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم کو اس کے رب نے بعض باتوں کے ذریعہ سے آزمایا اور اس نے اُن کو پورا کر دکھایا

قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ ○ ۱۲۵

(اس پر اللہ نے) فرمایا کہ میں تجھے یقیناً لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں (ابراہیم نے) کہا میری اولاد میں سے بھی (امام بنائیو) (اللہ نے فرمایا (ہاں مگر) میرا وعدہ ظالموں تک نہیں پہنچے گا۔

وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ۭ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ۭ وَعَهِدْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ اَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّاۗىِٕفِيْنَ وَالْعٰكِفِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ○ ۱۲۶

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ہم نے اس گھر (یعنی کعبہ) کو لوگوں کے لئے بار بار جمع ہونے کی جگہ اور امن (کا مقام) بنایا تھا اور حکم دیا تھا کہ) ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکیدی حکم دیا تھا کہ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنیوالوں کیلئے پاک (اور صاف) رکھو۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا وَّارْزُقْ اَهْلَهٗ مِنَ الثَّمَرٰتِ مَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ بِاللّٰهِ

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا تھا کہ اے میرے رب اس (جگہ) کو ایک پُرامن شہر بنا دے اور اس کے

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَاُمَتِّعُهٗ قَلِيْلًا ثُمَّ اَضْطَرُّهٗۤ اِلٰى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ٥ ۱۲۶

باشندوں میں سے جو بھی اللہ پر اور آنے والے دن پر ایمان لائیں انہیں (ہر قسم کے) پھل عطا فرما۔ (اس پر اللہ نے) فرمایا اور جو شخص کفر کرے اسے (بھی) میں تھوڑی مدت تک فائدہ پہنچاؤں گا پھر اسے مجبور کر کے دوزخ کے عذاب کی طرف لے جاؤں گا اور (یہ) بہت برا انجام ہے۔

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ٥ ۱۲۸

اور (اس وقت کو بھی یاد کرو) جب ابراہیم اس گھر کی بنیادیں اٹھا رہا تھا اور (اس کے ساتھ) اسمٰعیل بھی (اور وہ دونوں کہتے جاتے تھے کہ) اے ہمارے رب ہماری طرف سے (اس خدمت کو) قبول فرما۔ تو ہی ہے جو بہت سننے والا (اور) بہت جاننے والا ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاۤ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ

اے ہمارے رب اور (ہم یہ بھی التجا کرتے ہیں کہ) ہم دونوں کو اپنا فرمانبردار (بندہ) بنالے اور ہماری اولاد میں سے بھی

اَنۡتَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ ۝ ۱۲۹

ایک فرمانبردار جماعت (بنا) اور ہمیں ہمارے (مناسبِ حال) عبادت کے طریق بتا اور ہماری طرف (اپنے) فضل کے ساتھ توجہ فرما۔ یقیناً تو (اپنے بندوں کی طرف) بہت توجہ کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَیُزَكِّیۡهِمۡ ؕ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ۝ ۱۳۰

اور اے ہمارے رب (ہماری یہ بھی التجا ہے کہ تو) انہی میں سے ایک ایسا رسول مبعوث فرما جو اُنہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور اُنہیں کتاب اور حکمت سکھائے اور اُنہیں پاک کرے۔ یقیناً تو ہی غالب (اور) حکمتوں والا ہے۔

وَوَصّٰى بِهَاۤ اِبۡرٰهٖمُ بَنِیۡهِ وَیَعۡقُوۡبُ ؕ یٰبَنِیَّ اِنَّ اللّٰهَ اصۡطَفٰى لَكُمُ الدِّیۡنَ فَلَا تَمُوۡتُنَّ اِلَّا وَاَنۡتُمۡ مُّسۡلِمُوۡنَ ۝ؕ ۱۳۳

اور ابراہیم نے اپنے بیٹوں کو اور (اسی طرح) یعقوب نے بھی اپنے (بیٹوں کو) اس بات کی تاکید کی (اور کہا کہ) اے میرے بیٹو! اللہ نے یقیناً اس دین کو تمہارے لئے چن لیا ہے پس ہرگز نہ مرنا مگر اس حالت

میں کہ تم (اللہ کے) پورے فرمانبردار ہو۔

اَمۡ کُنۡتُمۡ شُهَدَآءَ اِذۡ حَضَرَ يَعۡقُوۡبَ الۡمَوۡتُۙ اِذۡ قَالَ لِبَنِيۡهِ مَا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِىۡ ؕ قَالُوۡا نَعۡبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَآئِكَ اِبۡرٰهٖمَ وَاِسۡمٰعِيۡلَ وَاِسۡحٰقَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚۖ وَّنَحۡنُ لَهٗ مُسۡلِمُوۡنَ ۝ ۱۳۳

کیا تم اُس وقت موجود تھے۔ جب یعقوب پر موت (کی گھڑی) آئی (اور) جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم میرے بعد کس کی عبادت کرو گے؟ انہوں نے (جواباً) کہا کہ ہم تیرے معبود اور تیرے باپ دادوں ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق کے معبود کی جو ایک ہی معبود ہے۔ عبادت کریں گے۔ اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں۔

سَيَقُوۡلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰٮهُمۡ عَنۡ قِبۡلَتِهِمُ الَّتِىۡ كَانُوۡا عَلَيۡهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الۡمَشۡرِقُ وَالۡمَغۡرِبُ ؕ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۝ ۱۴۲

کم عقل لوگ ضرور کہیں گے کہ ان (مسلمانوں) کو اُن کے قبلہ سے جس پر (پہلے) تھے۔ کس چیز نے پھرا دیا ہے (جب وہ ایسا کہیں) تو (اُن سے) کہنا کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں وہ جسے چاہتا ہے ایک سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

۹

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۱۴۴

اور (اے مسلمانو! جس طرح ہم نے تمہیں سیدھی راہ دکھائی ہے) اُسی طرح ہم نے تمہیں ایک اعلیٰ درجہ کی امت بنایا ہے تاکہ تم (دوسرے) لوگوں کے نگران ہو اور یہ رسول تم پر نگران ہو اور ہم نے اس قبلہ کو جس پر تو (اس سے پہلے قائم) تھا صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ تا ہم اس شخص کو جو اس رسول کی فرمانبرداری کرتا ہے اس شخص کے مقابل پر جو ایڑیوں کے بل پھر جاتا ہے (ایک ممتاز حیثیت میں) جان لیں اور یہ (امر) ان لوگوں کے سوا جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے (دوسروں کیلئے) ضرور مشکل ہے اور اللہ ایسا نہیں کہ تمہارے ایمانوں کو ضائع کرے اللہ یقیناً سب انسانوں پر نہایت مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ص

ہم تیری توجہ کا بار بار آسمان کی طرف پھرنا دیکھ رہے ہیں اس لئے ہم ضرور تجھے

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۗ وَإِنَّ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَيَعْلَمُونَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ۝ ۱۴۵

اُس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جسے تو پسند کرتا ہے سو (اب) تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لے اور (اے مسلمانو!) تم (بھی) جہاں کہیں ہو اُس کی طرف اپنے منہ کیا کرو اور جن (لوگوں) کو کتاب (تورات) دی گئی ہے وہ یقیناً جانتے ہیں کہ یہ (تحویل قبلہ کا حکم) تیرے رب کی طرف سے (بھیجی ہوئی ایک) صداقت ہے اور جو کچھ یہ (لوگ) کر رہے ہیں اللہ اس سے ہرگز بے خبر نہیں ہے۔

وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ ۚ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ ۚ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ ۚ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ ۱۴۶

اور جن لوگوں کو (تم سے پہلے) کتاب دی گئی ہے اگر تو ان کے پاس ہر ایک (طرح کا) نشان (بھی) لے آئے (تو بھی) وہ تیرے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے اور نہ تو اُن کے قبلہ کی پیروی کر سکتا ہے نہ ان میں سے کوئی (فریق) دوسرے (فریق) کے قبلہ کی پیروی کرے گا اور (اے مخاطب) اگر اس کے بعد بھی کہ تیرے پاس (الٰہی) علم

آچکا ہے تو نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو یقیناً اس صورت میں تو ظالموں میں شمار ہو گا۔

اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ۗ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ ۱۴۷

وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ اس (سچائی) کو (اسی طرح) پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ یقیناً حق کو جان بوجھ کر چھپاتے ہیں۔

اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۝ ۱۴۸

یہ (مذکورہ بالا) صداقت تیرے رب کی طرف سے ہے پس تو شک کرنے والوں میں سے ہرگز نہ بن۔

وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ۭ اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ ۱۴۹

اور ہر ایک (شخص) کا ایک (نہ ایک) مطمح نظر ہوتا ہے جسے وہ (اپنے آپ پر) مسلط کر لیتا ہے سو (تمہارا مطمح نظر یہ ہو کہ) تم نیکیوں (کے حصول) میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ تم جہاں کہیں (بھی) ہو گے اللہ تمہیں اکٹھا کر کے لے آئے گا۔ اللہ

یقیناً ہر ایک امر پر پورا (پورا) قادر ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۖ وَإِنَّهُ لَلْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ ۗ وَمَا اللَّهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ○ ۱۵۰

اور تو جس طرف سے بھی نکلے، اپنی توجہ مسجد حرام کی طرف پھیر دے اور یہ (حکم) یقیناً تیرے رب کی طرف سے (آئی ہوئی) صداقت ہے اور جو کچھ (بھی) تم کرتے ہو اللہ اس سے ہرگز بے خبر نہیں ہے۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْهُمْ ۚ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي ۚ وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِي عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ○ ۱۵۱

اور تو جس طرف سے (بھی) نکلے اپنی توجہ مسجد حرام کی طرف پھیر دے اور تم (بھی) جہاں کہیں ہو اپنے منہ اس کی طرف کیا کرو۔ تا اُن لوگوں کے سوا جو ان (مخالفوں) میں سے ظلم کے مرتکب ہوئے ہیں (باقی) لوگوں کی طرف سے تم پر الزام نہ رہے۔ سو تم ان (ظالموں) سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ (یہ حکم میں نے اس لئے دیا ہے کہ تم پر لوگوں کا الزام نہ رہے) اور تا کہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور تا کہ تم ہدایت پاؤ۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ

(اسی طرح) جس طرح ہم نے تم میں تم ہی

يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۱۵۲

سے ایک رسول بھیجا ہے جو تمہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ اور تمہیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم (پہلے) نہیں جانتے تھے۔

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ ۱۵۹

صفا اور مروہ یقیناً اللہ کے نشانات میں سے ہیں سو جو شخص اس گھر (یعنی کعبہ) کا حج یا عمرہ کرے تو اُسے ان کے درمیان تیز چلنے پر کوئی گناہ نہیں اور جو شخص بھی اپنی خوشی سے کوئی نیک کام کرے (وہ سمجھ لے) کہ اللہ (نیک کاموں کا) قدردان ہے اور (وہ) بہت جاننے والا ہے۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا

تجھ سے چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو کہہ دے، یہ لوگوں کے (عام کاموں) اور حج کے لئے وقت معلوم کرنے کا آلہ ہیں اور اعلیٰ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم گھروں میں اُن کے پچھواڑے سے داخل ہو بلکہ کامل نیک وہ شخص ہے

وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ۱۹۰

جو تقویٰ اختیار کرے اور (تم) گھروں میں اُن کے دروازوں سے داخل ہوا کرو، اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰى يُقٰتِلُوْكُمْ فِيْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ۗ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ۱۹۲

اور تم اُن سے مسجد حرام کے قرب (وجوار) میں (اس وقت تک) جنگ نہ کرو، جب تک وہ (خود) تم سے اس میں جنگ (کی ابتدا) نہ کریں اور اگر وہ تم سے (وہاں بھی) جنگ کریں، تم بھی اُنہیں قتل کرو۔ ان کافروں کی یہی سزا ہے۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ۚ فَمَنِ اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰى عَلَيْكُمْ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ ۱۹۵

حرمت والا مہینہ، حرمت والے مہینہ کے بدلہ میں ہے اور سب (ہی) عزت والی چیزوں (کی ہتک) کا بدلہ لیا جاتا ہے۔ اس لئے جو شخص تم پر زیادتی کرے تم بھی اس سے (اس کی) زیادتی کا جس قدر کہ اس نے تم پر زیادتی کی ہو، بدلہ لے لو اور اللہ

کا تقوٰی اختیار کرو. اور جان لو کہ
اللہ یقیناً متقیوں کے ساتھ ہوتا ہے

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ؕ
فَاِنْ اُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ
مِنَ الْهَدْيِ ۚ وَلَا تَحْلِقُوْا
رُءُوْسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ
مَحِلَّهٗ ؕ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا
اَوْ بِهٖۤ اَذًى مِّنْ رَّاْسِهٖ فَفِدْيَةٌ
مِّنْ صِيَامٍ اَوْ صَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۚ
فَاِذَآ اَمِنْتُمْ وقفہ فَمَنْ تَمَتَّعَ
بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَمَا
اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَنْ
لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ
فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعْتُمْ ؕ
تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ؕ ذٰلِكَ
لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْلُهٗ

اور حج اور عمرہ کو اللہ (کی رضا)
کے لئے پورا کرو. پھر اگر تم (کسی
سبب سے حج اور عمرہ سے) روکے جاؤ
تو جو قربانی میسّر آئے (ذبح کرو) اور
جب تک کہ قربانی اپنے مقام پر
(نہ) پہنچ جائے. اپنے سر نہ مونڈو اور
جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اپنے
سر (کی بیماری کی وجہ) سے اسے تکلیف
(پہنچ رہی) ہو. (اور وہ سر منڈوائے)
اس پر (اس وجہ سے) روزوں
یا صدقہ یا قربانی کی قسم سے کچھ فدیہ
(واجب) ہوگا. پھر جب تم امن میں
آجاؤ تو (اس وقت) جو شخص عمرہ کا
فائدہ (ایسے) حج کے ساتھ (ملا کر) اٹھائے

حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ع

۱۹۷

تو جو قربانی بھی آسانی سے مل سکے (کردے) اور جو (کسی قربانی کی بھی توفیق) نہ پائے (اس پر) تین دن کے روزے تو حج (کے دنوں میں) (واجب) ہوں گے اور سات (روزے) جب (اے مسلمانو!) تم (اپنے گھروں کو واپس لوٹ) آؤ۔ یہ پورے دس ہوئے۔ یہ (حکم) اس شخص کے لئے ہے جس کے گھر والے مسجد حرام کے پاس رہنے والے نہ ہوں۔ اور تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور سمجھ لو کہ اللہ کی سزا یقیناً سخت (ہوتی) ہے۔

اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُوْمٰتٌ فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِى الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَاتَّقُوْنِ يٰٓاُولِى الْاَلْبَابِ ٥ ١٩٨

حج (کے مہینے) (سب کے) جانے بوجھے ہوئے مہینے ہیں۔ پس جو شخص ان میں حج (کا ارادہ) پختہ کر لے (اُسے یاد رہے کہ) حج (کے ایام) میں نہ تو کوئی شہوت کی بات نہ کوئی نافرمانی اور نہ کسی قسم کا جھگڑا کرنا (جائز) ہوگا اور نیکی (کا) جو (کام) بھی تم کرو گے اللہ (ضرور) اس (کی قدر) کو پہچان لے گا اور زادِ راہ (ساتھ) لو اور (یاد رکھو) کہ بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے اور اے عقل مندو! میرا تقویٰ اختیار کرو۔

لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاِذَآ اَفَضْتُمْ مِّنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَاِنْ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ ٥ ١٩٩

تمہارے لئے (یہ) کوئی گناہ (کی بات) نہیں کہ (حج کے ایام میں) تم اپنے رب کے کسی فضل کی جستجو کرو پھر جب تم عرفات سے لوٹو تو مشعر الحرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو اور جس طرح اس نے تمہیں ہدایت دی ہے۔

(اس کے مطابق) اسے یاد کرو اور اس سے پہلے تم یقیناً گمراہوں میں سے تھے۔

ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۲۰۰

اور جہاں سے لوگ (واپس) لوٹتے رہے ہیں وہیں سے تم بھی (واپس) لوٹو۔ اور اللہ سے مغفرت طلب کرو اللہ یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَاۗءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا ۭ فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ ۝ ۲۰۱

پھر جب تم اپنی عبادتیں پوری کر چکو تو (گذشتہ زمانہ میں) اپنے باپ دادوں کو یاد کرنے کی طرح اللہ کو یاد کرو۔ بلکہ اگر ہو سکے تو (اس سے بھی زیادہ (دلبستگی سے) یاد کرو اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو (یہی) کہتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس دنیا میں (آرام) دے اور ان کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں ہوتا

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ ۲۰۲

اور ان میں سے کچھ (ایسے بھی ہوتے) ہیں جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں (اس) دُنیا (کی زندگی) میں (بھی) کامیابی دے اور آخرت میں (بھی) کامیابی (دے) اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝ ۲۰۳

یہی (وہ لوگ) ہیں جن کے لئے اُن کی (نیک) کمائی کے سبب سے (ثواب کا) ایک بہت بڑا حصّہ (مقدّر) ہے اور اللہ (بہت) جلد حساب چُکا دیتا ہے [۔] اور (ان) مقررہ دنوں میں اللہ کو یاد کرو پھر جو شخص

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ ۲۰۴

جلدی کرے (اور) دو دنوں میں (ہی واپس چلا جاوے) تو اُسے کوئی گناہ نہیں اور جو پیچھے رہ جائے اسے (بھی) کوئی گناہ نہیں (یہ وعدہ) اس شخص کے لئے ہے جو تقویٰ اختیار

کرے اور تم اللہ کا تقویٰ اختیار
کرو اور جان لو کہ (ایک دن) تم
سب کو اکٹھا کرکے اس کے حضور
لے جایا جائے گا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِىْ قَلْبِهٖ ۙ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۲۰۵

اور بعض آدمی ایسے بھی ہوتے ہیں
جن کی باتیں (اس) دنیا کی زندگی
کے متعلق تجھے (بہت) پسندیدہ معلوم ہوتی
ہیں اور وہ (بات کرتے وقت) اللہ
کو اس (اخلاص) پر جو ان کے دل
میں ہے گواہ ٹھہراتے جاتے ہیں
حالانکہ وہ (حقیقت میں) سب
جھگڑالوؤں سے زیادہ جھگڑالو ہوتے ہیں۔

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِيْهِ ؕ قُلْ قِتَالٌ فِيْهِ كَبِيْرٌ ؕ وَصَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَكُفْرٌۢ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۗ وَاِخْرَاجُ اَهْلِهٖ مِنْهُ اَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَالْفِتْنَةُ

یہ (لوگ) تجھ سے حرمت والے مہینہ
کے بارہ میں یعنی اس میں جنگ کرنے
کے متعلق سوال کرتے ہیں تو کہہ دے
(کہ) اس میں جنگ کرنا بڑی (خرابی کی)
بات ہے اور اللہ کے راستہ سے روکنا

اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ؕ وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا ؕ وَمَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ج وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

۲۱۸

اور اس کا (یعنی اللہ کا) اور عزت والی مسجد کا انکار کرنا اور اس کے باشندوں کو اس میں سے نکال دینا اللہ کے نزدیک (اس سے بھی) بڑی بات ہے اور فتنہ (فساد) قتل سے بھی بڑا (گناہ) ہے اور یہ لوگ ... اگر ان کی طاقت میں ہو ... تو تم سے لڑتے ہی چلے جائیں تاکہ تمہیں تمہارے دین سے پھرا دیں اور تم میں سے جو (بھی) اپنے دین سے پھر جائے (اور) پھر کفر ہی کی حالت میں مر (بھی) جائے تو (وہ یاد رکھے کہ) ایسے لوگوں کے اعمال اس دُنیا میں (بھی) اور آخرت میں (بھی) اکارت جائیں گے اور ایسے لوگ دوزخ (کی آگ میں پڑنے) والے ہیں وہ اس میں (دیر تک) رہیں گے۔

قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ تف فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ ۹۶

تو کہہ کہ اللہ نے سچ کہا ہے اس لئے تم ابراہیم کے دین کی (جو خدا کی طرف) جھکا رہنے والا تھا پیروی کرو اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا سب سے

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ ۹۷

پہلا گھر جو تمام لوگوں کے (فائدہ کے) لئے بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکہ میں ہے وہ تمام جہانوں کے لئے برکت والا (مقام) اور (موجب) ہدایت ہے

فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ۹۸

اس میں کئی روشن نشانات ہیں (وہ) ابراہیم کی قیام گاہ ہے اور جو اس میں داخل ہو وہ امن میں آجاتا ہے اور اللہ نے لوگوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں (یعنی) جو (بھی) اس تک جانے کی توفیق پائے اور جو انکار کرے تو (وہ یاد رکھے کہ) اللہ تمام جہانوں سے بے پرواہ ہے۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ

(نیز تو) کہہ (کہ) اے اہلِ کتاب جو ایمان

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ ۱۰۰

لاتا ہے اُسے تم اللہ کے راستہ سے کیوں روکتے ہو۔ تم اس (راستہ) کو کجی اختیار کرتے ہوئے چاہتے ہو حالانکہ تم (اس پر) گواہ ہو اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے ہرگز غافل نہیں

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآئِرَ اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْیَ وَلَا الْقَلَآئِدَ وَلَآ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ؕ وَاِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَلَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۪ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۪

اے ایماندارو! اللہ کے (مقرر کردہ) نشانوں کی بے حرمتی نہ کرو اور نہ حرمت والے مہینہ کی اور نہ (حرم کی طرف لے جائی جانے والی) قربانی کی اور نہ (ایسی قربانیوں کی) جن کے گلے میں حرم کے ذبیحہ کے نشان کے طور پر ہار پہنائے گئے اور نہ بیت الحرام کی طرف جانے والے لوگوں کی جو اپنے رب کے فضل اور اس کی رضا کی تلاش میں ہیں۔ اور جب تم احرام کھول دو تو

وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝ ۳

(بے شک) شکار کرو اور ایک قوم کی (تمہارے ساتھ یہ) عداوت کہ انہوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے کہ تم زیادتی کرو اور تم نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں باہم (ایکدوسرے کی) مدد کرو اور گناہ اور زیادتی (کی باتوں) میں (ایک دوسرے کی) مدد نہ کیا کرو اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اللہ کی سزا یقیناً سخت (ہوتی) ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ۭ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاۗءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ

اے ایماندارو! تم احرام کی حالت میں شکار کو نہ مارا کرو اور تم میں سے جو شخص اسے جان بوجھ کر مارے گا تو جو چارپایہ اُس نے قتل کیا ہے اسی قسم کا جانور اسے بدلہ (میں دینا) ہو گا جس کا فیصلہ تم میں سے دو عادل انسان کریں گے اور جسے کعبہ تک قربانی

صِيَامًا لِّيَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَمَنْ عَادَ فَيَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝ ۹۶

کیلئے پہنچایا جانا ضروری ہوگا اور (اگر اس کی طاقت نہ ہو تو) کفارہ (ادا کرنا) ہوگا یعنی چند مسکینوں کو کھانا کھلانا یا اس کے برابر روزے رکھنا تاکہ وہ (مجرم) اپنے کام کے برانجام کو بھگتے (اس جو (پہلے) گزر چکا ہے وہ اللہ نے معاف کر دیا ہے اور جو شخص پھر (ایسا) کریگا اُسے اللہ اس کے جُرم کی) سزا دے گا اور اللہ غالبؔ (اور بُرے کام کی) سزا دینے والا ہے۔

اُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهٗ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۚ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ؕ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ ۹۷

بحری شکار کرنا اور اس کا کھانا تمہارے اور مسافروں کے فائدہ کے لئے جائز کیا گیا ہے لیکن جب تک تم احرام کی حالت میں ہو (اس وقت تک) خشکی کا شکار تم پر حرام کیا گیا ہے اور تم اللہ کا تقویٰ

اختیار کرو جس کے حضور میں تمہیں اکٹھا کر کے لے جایا جائے گا۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَآئِدَ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ۹۸

اللہ نے کعبہ یعنی محفوظ گھر (کو) لوگوں کی دائمی ترقی کا ذریعہ بنایا ہے اور (نیز) حرمت والے مہینے اور قربانی (کو) اور جن (جانوروں) کے گلے میں پٹہ ڈالا گیا ہو (ان کو بھی) یہ اس لئے (کیا) ہے کہ تم جان لو کہ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اللہ ان سب کو جانتا ہے۔

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ ۱۶۲

تو (ان سے) کہہ دے کہ مجھے میرے رب نے یقیناً سیدھے راستہ کی طرف راہنمائی کی ہے ایسے دین کی طرف جو بغیر کسی کجی

کے ہے۔ یعنی ابراہیم کے دین کی طرف جو سچائی پر قائم تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ ۱۶۲

تو (ان سے) کہدے کہ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّکُمُ الشَّیْطٰنُ کَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَیْکُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ یَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِیُرِیَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۭ اِنَّهٗ یَرٰىکُمْ هُوَ وَقَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ

اے آدم کے بیٹو! شیطان تم کو (اللہ کی راہ سے) بہکا نہ دے جس طرح اس نے تمہارے والدین کو جنت سے نکالا تھا اُن دونوں سے اُن کا لباس اس نے چھین لیا تھا تاکہ اُن پر اُن کی چھپانے والی چیزیں ظاہر کردے وہ اور اس کا قبیلہ تم کو وہاں سے

لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ۲۸

دیکھتے ہیں جہاں سے تم ان کو نہیں دیکھتے ہم نے شیطانوں کو کافروں کا دوست بنایا ہے۔

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ ۭ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ ۲۹

اور جب وہ (کافر) کوئی بُرا کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں ہم نے اپنے باپ دادوں کو اسی پر پایا تھا اور اللہ نے اسی کا ہم کو حکم دیا ہے تو کہہ دے اللہ کبھی بُری باتوں کا حکم نہیں دیتا کیا تم اللہ کے متعلق وہ باتیں جھوٹے طور پر کہتے ہو جو تم جانتے نہیں

قُلْ اَمَرَ رَبِّيْ بِالْقِسْطِ ۣ وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڛ كَمَا بَدَاَكُمْ تَعُوْدُوْنَ ۝ۭ ۳۰

تو کہہ دے میرے رب نے مجھے انصاف کا حکم دیا ہے اور یہ کہ ہر مسجد کے پاس اپنی توجہ درست کر لیا کرو اور اللہ کی عبادت کو خالص اسی کا حق قرار دیتے ہوئے اسی کو پکارو جس طرح اس نے تم کو شروع کیا تھا پھر

ایک دن تم اسی حالت کی طرف لوٹو گے۔

یٰبَنِیٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ وَّکُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ۝ ۳۲	اے آدم کے بیٹو! ہر مسجد کے قریب زینت (کے سامان) اختیار کر لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو کیونکہ وہ (اللہ) اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

کَمَآ اَخْرَجَکَ رَبُّکَ مِنْۢ بَیْتِکَ بِالْحَقِّ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَکٰرِھُوْنَ ۝ ۶	یہ (انعام اُن پر) اس وجہ سے (ہوگا) کہ تجھ کو تیرے رب نے تیرے گھر سے ایک ایک خاص مقصد کے ماتحت نکالا ہے اور مومنوں میں سے ایک فریق اُسے بہت ہی ناپسند کرتا تھا
وَمَا لَھُمْ اَلَّا یُعَذِّبَھُمُ اللّٰہُ وَھُمْ یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	اور اُن کو کیا (مقام حاصل) ہے جس کی وجہ سے باوجود اس کے کہ وہ عزت والی مسجد (یعنی

وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ ۳۵

خانہ کعبہ) سے (لوگوں کو) روکتے ہیں اللہ اُن کو عذاب نہیں دے گا اور وہ درحقیقت اس کے متولی نہیں اس کے (حقیقی) متولی تو صرف متقی ہیں لیکن ان (کفار) میں سے اکثر اس بات کو جانتے نہیں۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً ؕ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ○ ۳۶

اور خانہ کعبہ کے پاس اُن کی نماز سوائے سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے اور ہے کیا۔ پس (اے بے دینو!) اپنے کفر کی وجہ سے عذاب کے چکھو۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ ۬ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ يُحْشَرُوْنَ ○ ۙ ۳۷

جنہوں نے کفر کیا ہے وہ یقیناً اپنے مال اللہ کے راستہ سے لوگوں کو روکنے کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ وہ اسی طرح ان مالوں کو خرچ کرتے جائیں گے پھر آخر (یہ خرچ) ان کے لئے حسرت کا موجب بن جائے گا۔ اور وہ مغلوب کر دیئے جائیں گے

اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے ان کو
اکٹھا کر کے جہنم کی طرف لے
جایا جائے گا۔

فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

۵

پس جب وہ چار مہینے گزر جائیں
جن میں (عرب کے کافروں سے
اوپر کی آیات میں) لڑائی سے منع
کیا گیا تھا (مگر پھر بھی وہ معاہدہ کیطرف
راغب نہیں ہوئے حالانکہ وہ اس سے
پہلے مسلمانوں سے لڑ رہے تھے) تو مشرکوں
کے اس خاص گروہ کو جہاں بھی پاؤ
قتل کر دو۔ اور ان کو گرفتار کر لو اور ان
کو (ان کے قلعوں میں) محصور کر دو۔ اور
ہر گھات کی جگہ پر ان کے لئے بیٹھو پس
اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم کریں،
اور زکواۃ دیں تو ان کا راستہ کھول دو

اللہ یقیناً بڑا بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

كَيْفَ يَكُونُ لِلْمُشْرِكِينَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُولِهٖ إِلَّا الَّذِينَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَامُوا لَكُمْ فَاسْتَقِيمُوا لَهُمْ ۗ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ○ ٧

اللہ اور اس کے رسول مشرکوں سے کس طرح عہد و پیمان کر سکتے ہیں۔ سوائے ان (مشرکوں) کے جن کے ساتھ تم نے مسجد حرام کے پاس عہد کیا تھا پس جب تک وہ (تمہارے مقابلہ پر) اپنے عہد پر قائم رہیں، تم بھی ان کے ساتھ معاہدہ پر قائم رہو۔ اللہ (عہد توڑنے سے) بچنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَّعْمُرُوا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِينَ عَلٰٓى أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۗ أُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُونَ ○ ١٧

(ایسے) مشرکوں کو (کوئی) حق نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جبکہ وہ اپنی جانوں پر (خود) کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے اعمال اکارت چلے گئے اور وہ آگ میں ایک لمبے عرصہ تک رہتے

چلے جائیں گے۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۞ ۱۸

اللہ کی مسجدوں کو تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے اور نمازوں کو قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا ہو قریب ہے کہ ایسے لوگ کامیابی کی طرف لے جائے جائیں۔

اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ ۱۹

کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور خانہ کعبہ کو آباد رکھنے (کے کام) کو اس شخص (کے کام) کی طرح سمجھ لیا ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کے راستہ میں جہاد کیا یہ (دونوں گروہ) اللہ کے نزدیک (ہرگز) برابر نہیں اور اللہ ظالم قوم کو ہرگز کامیابی کی طرف نہیں لے جاتا۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا

(وہ لوگ) جو (کہ) ایمان لائے

فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ ۲۰

اور جنہوں نے ہجرت کی اور (پھر) اللہ کے راستہ میں اپنے مالوں (کے ذریعہ سے بھی) اور جانوں کے ذریعہ سے (بھی) جہاد کیا اللہ کے نزدیک درجہ میں بہت بلند ہیں اور وہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖٓ اِنْ شَآءَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ۲۸

اے مومنو! مشرک لوگ حقیقتاً گندے (اور ناپاک) ہیں پس وہ اس سال کے بعد مسجد حرام (خانہ کعبہ) کے قریب مت آئیں۔ اور اگر تم کو غربت کا خطرہ ہو تو اللہ اگر اس نے ایسا چاہا تم کو اپنے فضل سے ضرور غنی بنا دے گا۔ اللہ یقیناً بہت جاننے والا (اور) بڑی حکمت والا ہے

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ

حالانکہ ان کو صرف یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک خدا کی عبادت کریں جس

سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞ ۳۱	کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ان کے شرک سے پاک ہے
اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۞ ۳۶	یقیناً مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے (ہی) ہوتی ہے۔ یہ اللہ کا قانون ہے اُس دن سے کہ آسمانوں اور زمین کو اُس نے پیدا کیا ہے، ان (مہینوں) میں سے چار عزت کے مہینے (کہلاتے) ہیں یہ مضبوط دین ہے۔ بس (چاہیے کہ) ان مہینوں میں اپنی جانوں پر ظلم نہ کیا کرو اور تمام مشرکوں سے لڑو جس طرح کہ وہ سب کے سب تم سے لڑتے ہیں اور یاد رکھو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا ۢ بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ؕ وَ	اور وہ لوگ جنہوں نے ایک مسجد نقصان پہنچانے اور کفر کی تبلیغ کرنے اور مومنوں میں تفرقہ پیدا کرنے کے لیے بنائی ہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے لڑ

لَیَحۡلِفُنَّ اِنۡ اَرَدۡنَاۤ اِلَّا الۡحُسۡنٰی ؕ وَ اللّٰہُ یَشۡہَدُ اِنَّہُمۡ لَکٰذِبُوۡنَ ﴿۱۰۷﴾

چکا ہے۔ اس کے لئے کمین گاہ مہیا کرنے کے لئے وہ ضرور قسم کھائیں گے (کہ) اس مسجد کے بنانے سے ہمارا ارادہ صرف نیکی کرنا تھا اور اللہ گواہی دیتا ہے۔ کہ وہ یقیناً جھوٹ بول رہے ہیں

لَا تَقُمۡ فِیۡہِ اَبَدًا ؕ لَمَسۡجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقۡوٰی مِنۡ اَوَّلِ یَوۡمٍ اَحَقُّ اَنۡ تَقُوۡمَ فِیۡہِ ؕ فِیۡہِ رِجَالٌ یُّحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّتَطَہَّرُوۡا ؕ وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُطَّہِّرِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾

(اے نبیؐ!) تو اس (مسجد) میں (کبھی) کھڑا نہ ہو وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے دن سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔ زیادہ حق رکھتی ہے۔ کہ تو اس میں (جماعت کرانے کے لئے) کھڑا ہو۔ اس میں (آنے والے) ایسے لوگ ہیں جو خواہش رکھتے ہیں کہ بالکل پاک ہو جائیں اور اللہ کامل پاکیزگی اختیار کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اَفَمَنۡ اَسَّسَ بُنۡیَانَہٗ عَلٰی تَقۡوٰی مِنَ اللّٰہِ وَ رِضۡوَانٍ خَیۡرٌ اَمۡ مَّنۡ اَسَّسَ بُنۡیَانَہٗ عَلٰی شَفَا جُرُفٍ

کیا وہ شخص جو اپنی عمارت کی بنیاد اللہ کے تقویٰ اور رضامندی پر رکھتا ہے۔ زیادہ اچھا ہے۔ یا وہ جو اپنی

هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ۱۰۹

عمارت کی بنیاد ایک پھسلنے والے کنارے پر رکھتا ہے جو گر رہا ہوتا ہے۔ پھر وہ کنارہ اس عمارت سمیت جہنم کی آگ میں گر جاتا ہے اور اللہ ظالم قوم کو (کامیابی کا) راستہ نہیں دکھاتا

لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِيْ بَنَوْا رِيْبَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ ۱۱۰

وہ بنیاد جو انہوں نے بنائی تھی۔ ہمیشہ ان کے دلوں میں خلش کا موجب رہے گی۔ سوائے اس کے کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں (اور وہ مر جائیں) اور اللہ بہت جاننے والا (اور) بڑی حکمت والا ہے۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۱۲۸

(اے مومنو!) تمہارے پاس تمہاری ہی قوم کا ایک فرد رسول ہو کر آیا ہے تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر شاق گذرتا ہے اور وہ تمہارے لئے خیر کا بہت بھوکا

ہے اور مومنوں کے ساتھ محبت کرنے
والا (اور) بہت کرم کرنے والا ہے۔

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝ ۳۶

اور (اے مخاطب اس وقت کو یاد کر) جب ابراہیم نے (دعا کرتے ہوئے کہا تھا کہ) اے میرے رب! اس شہر (یعنی مکہ) کو امن والی (جگہ) بنا اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے دور رکھ کہ ہم معبودانِ باطلہ کی پرستش کریں۔ اے میرے رب! انہوں نے یقیناً بہت سے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ ۳۷

پس جس نے میری پیروی کی وہ (تو) مجھ سے (تعلق رکھتا) ہے اور جس نے میری نافرمانی کی (اس کے متعلق بھی میری یہی غرض ہے کہ اس

کو بخش دینا کیونکہ) تو یقیناً بڑا ہی بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝ ۳۸

اے ہمارے رب! مَیں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے معزز گھر کے پاس ایک ایسی وادی میں جس میں کوئی کھیتی نہیں ہوتی لا بسایا ہے۔ اے میرے رب! (مَیں نے ایسا اس لئے کیا ہے) تا وہ عمدگی سے نماز ادا کریں پس لوگوں کے دل اُن کی طرف جُھکا دے اور انہیں مختلف پھلوں سے رزق دیتا رہ تاکہ وہ (ہمیشہ تیرا) شکر کرتے رہیں۔

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝ ۴۱

(اے) میرے رب! مجھے اور میری اولاد (میں سے ہر ایک) کو عمدگی سے نماز ادا کرنے والا بنا (اے) ہمارے رب! (ہم پر فضل کر) اور میری دُعا قبول فرما۔

سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِہٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنۡ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ۝ ۲

(میں) اُس (خدا) کی پاکیزگی (بیان کرتا ہوں) جو رات کے وقت اپنے بندے کو (اس) حرمت والی مسجد سے (اس) دُور والی مسجد تک جس کے اردگرد کو (بھی) ہم نے برکت دی ہے (اس لیئے) لے گیا کہ تا ہم اُسے اپنے بعض نشان دکھلائیں یقیناً وہی (خدا) ہے (جو اپنے بندوں کی پکار کو) خوب سُننے والا (اور ان کی حالتوں کو) خوب دیکھنے والا ہے۔

اِنۡ اَحۡسَنۡتُمۡ اَحۡسَنۡتُمۡ لِاَنۡفُسِکُمۡ ۟ وَ اِنۡ اَسَاۡتُمۡ فَلَہَا ؕ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَۃِ لِیَسُوۡٓءٗا وُجُوۡہَکُمۡ وَ لِیَدۡخُلُوا الۡمَسۡجِدَ کَمَا دَخَلُوۡہُ اَوَّلَ مَرَّۃٍ وَّ لِیُتَبِّرُوۡا مَا عَلَوۡا

(سنو) اگر تم نیکو کار بنو گے تو نیکو کار بن کر اپنی جانوں کو ہی فائدہ پہنچاؤ گے اور اگر تم بُرے اعمال کرو گے تو (بھی) ان (یعنی اپنی جانوں) کیلئے (بُرا کرو گے) پھر جب دوسری بار والا وعدہ (پورا ہونے کا وقت) آ

تَتْبِیْرًا ۵ ۸

گیا تاکہ وہ (یعنی تمہارے دشمن) تمہارے معزز لوگوں سے ناپسندیدہ معاملہ کریں اور (اسی طرح) مسجد میں داخل ہوں جس طرح وہ اس میں پہلی بار داخل ہوئے تھے اور جس چیز پر غلبہ پائیں اُسے بالکل تباہ (اور برباد) کرکے رکھ دیں (تو یہ بات بھی پوری ہو گئی)

سبحٰن الذی ۱۵ — کہف ۱۸

قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓی اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا ۲۱ ۵ ۲۲

انہوں نے کہا (کہ) ہم (تو) ان (کے رہنے کے مقام) پر مسجد (ہی) بنائیں گے

اقترب للناس ۱۷ — الحج ۲۲

اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِیْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِ الْعَاکِفُ فِیْهِ وَالْبَادِ ؕ وَمَنْ

(لیکن) وہ لوگ جو کافر ہیں اور اللہ کے راستہ سے اور بیت اللہ کی طرف جانے سے جس کو ہم نے تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے بنایا ہے روکتے

يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۭ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۲۶

ہیں (حالانکہ وہ بیت اللہ ایسا ہی ہے جس کو ہم نے تمام انسانوں کے لئے بنایا ہے) ان کے لئے بھی جو اس میں بیٹھ کر خدا کی عبادت کرتے ہیں اور ان کے لئے بھی جو جنگلوں میں رہتے ہیں اور جو کوئی شخص اس میں ظلم کی راہ سے کوئی کجی پیدا کرنا چاہے گا اسں کو ہم دردناک عذاب دیں گے۔

وَاِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝ ۲۷

اور (یاد کر) جب ہم نے ابراہیم کو بیت اللہ کی جگہ پر رہائش کا موقع دیا (اور کہا) کہ کسی چیز کو ہمارا شریک نہ بناؤ اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے لئے اور کھڑے ہو کر عبادت کرنے والوں کے لئے اور رکوع کرنے والوں کے لئے اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کر)

وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ۙ ٢٨

اور تمام لوگوں میں اعلان کر دے کہ وہ حج کی نیت سے تیرے پاس آیا کریں پیدل بھی اور ہر ایسی سواری پر بھی جو لمبے سفر کی وجہ سے دبلی ہو گئی ہو (ایسی سواریاں) دور دور سے گہرے راستوں پر سے ہوتی ہوئی آئیں گی۔

لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْۤ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآىٕسَ الْفَقِیْرَ ٘ۙ ٢٩

تاکہ وہ یعنی (آنے والے) ان منافع کو دیکھیں جو ان کے لئے (مقرر کئے گئے) ہیں اور کچھ مقررہ دنوں میں اللہ کو ان نعمتوں کی وجہ سے یاد کریں جو ہم نے ان کو دی ہیں (یعنی) بڑے جانوروں کی قسم سے (جیسے گائے اونٹ وغیرہ) پس چاہیئے کہ وہ ان کے گوشت کھائیں اور تکلیف میں پڑے ہوئے اور نادار کو کھلائیں۔

ثُمَّ لْیَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْیُوْفُوْا

پھر اپنی میل دور کریں اور اپنی

نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ۝ ۳۰

نذریں پوری کریں اور پرانے گھر (یعنی خانہ کعبہ) کا طواف کریں

ذٰلِكَ ق وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ وَاُحِلَّتْ لَكُمُ الْاَنْعَامُ اِلَّا مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ لا ۳۱

بات یہ ہے، کہ جو شخص اللہ کی مقرر کردہ عزت والی جگہوں کی تعظیم کرتا ہے تو یہ اس کے رب کے نزدیک اس کے لئے اچھا ہوتا ہے اور اے مومنو! تمہارے لئے (سب) چوپائے حلال کئے گئے ہیں۔ سوائے اُن کے جن کی حرمت قرآن میں بیان ہو چکی ہے۔ پس چاہیئے کہ تم بت پرستی کے شرک سے بچو۔

حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ ۳۲

اور (اسی طرح) اپنی عبادت اور فرمانبرداری صرف [illegible] کے لئے مخصوص کرتے ہوئے جھوٹ بولنے سے بچو (اور) تم خدا کا شریک کسی کو نہ بناؤ اور جو اللہ کا شریک کسی کو بناتا ہے وہ آسمان سے گر جاتا ہے اور پرندے

اس کو اُچک کر لے جاتے ہیں اور ہوا اس کو کسی دوسری جگہ پر پھینک دیتی ہے۔

ذٰلِكَ ق وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ ○ ۳۳

حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی مقرر کردہ نشانیوں کی عزت کرے گا اُس (کے اس فعل) کو دلوں کا تقویٰ قرار دیا جائے گا۔

لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ ع ۳۴

(یاد رکھو کہ) ان قربانیوں سے ایک مدت تک تم کو نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ پھر خدا کے پُرانے گھر تک ان کو پہنچانا ضروری ہے

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ط فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ط وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ لا ۳۵

اور ہر ایک قوم کے لئے ہم نے قربانی کا ایک طریق مقرر کیا ہے تاکہ وہ ان چارپایوں پر جو اللہ نے اُن کو بخشے ہیں۔ اللہ کا نام لیں (پس یاد رکھو کہ) تمہارا خدا ایک خدا ہے پس تم اسی کی فرمانبرداری کرو اور

جو (خدا کے سامنے) عاجزی کرنے والے ہیں اُن کو خوشخبری دے دے۔

الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰى مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ ٣٦

ایسے لوگوں کو جب اللہ کا نام اُن کے سامنے لیا جائے تو اُن کے دل کانپ جاتے ہیں اور ان لوگوں کو بھی (خوشخبری دیدے) جو اپنے پر نازل ہونے والی مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور وہ نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے اُن کو دیا ہے (ہماری خوشنودی کے لئے) اس میں سے خرچ کرتے رہتے ہیں۔

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ

اور ہم نے قربانی کے اونٹوں کو بھی قابلِ عزت بنایا ہے اُن میں تمہارے لئے بہت بھلائی ہے پس انہیں صفوں میں کھڑا کر کے اُن پر خدا کا نام لو اور جب اِن کے پہلو زمین پر لگ جائیں تو اُن (کے گوشت) میں سے خود بھی کھاؤ اور ان کو بھی کھلاؤ جو

تَشْكُرُوْنَ ۝ ٣٧

اپنی غربت پر قانع ہیں اور ان کو بھی کھلاؤ جو اپنی غربت سے پریشان ہیں اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارے فائدہ کے لئے بنایا ہے تاکہ تم شکرگزار ہو۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ ٣٨

(یاد رکھو کہ) ان قربانیوں کے گوشت اور خون ہرگز اللہ تک نہیں پہنچتے لیکن تمہارے دل کا تقویٰ اللہ تک پہنچتا ہے (درحقیقت) اس طرح اللہ نے ان قربانیوں کو تمہاری خدمت میں لگا رکھا ہے تاکہ تم اللہ کی ہدایت کی وجہ سے اس کی بڑائی بیان کرو اور تو اسلام کے احکام کو پوری طرح ادا کرنے والوں کو بشارت دے

نِ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ

(یہ وہ لوگ ہیں) جن کو ان کے گھروں سے صرف ان کے اتنا کہنے پر کہ اللہ ہمارا رب ہے بغیر کسی جائز وجہ کے نکالا گیا اور اگر اللہ ان (یعنی کفار)

صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۭ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝ ۴۱

میں سے بعض کو بعض کے ذریعہ سے (شرارت سے) باز نہ رکھتا تو گرجے اور یہودیوں کی عبادت گاہیں اور مسجدیں جن میں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے برباد کر دیئے جاتے اور اللہ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی مدد کرے گا اللہ یقیناً بہت طاقتور (اور) غالب ہے۔

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝ ۴۲

یہ (یعنی مہاجر مسلمان) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو دُنیا میں طاقت بخشیں تو وہ نمازوں کو قائم کریں گے اور زکوٰتیں دیں گے اور نیک باتوں کا حکم دیں گے اور بُری باتوں سے روکیں گے اور سب کاموں کا انجام خدا کے ہاتھ میں ہے۔

اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِیْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَیْءٍ ز وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۙ ۹۱

مجھے تو صرف یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں اس شہر (مکہ) کے رب کی جس کو اس (رب) نے معزز بنا دیا ہے عبادت کروں اور ہر چیز اسی کے قبضہ میں ہے۔

وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰی فَاِنَّمَا یَهْتَدِیْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ ۝ ۹۲

اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں ہو جاؤں ۔ اور یہ بھی کہ میں قرآن پڑھ کر سناؤں پس جو اسے سن کر ہدایت پا جائے گا تو اس کا ہدایت پانا صرف اسی کی جان کے کام آئے گا اور جو اسے سن کر گمراہ ہو جائے گا تو تُو اسے کہہ دے کہ میں صرف ایک ہوشیار کرنے والا (موجود) ہوں۔

وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰی مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ اَوَلَمْ

اور وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم اس ہدایت کی جو تجھ پر نازل ہوتی ہے اتباع کریں

نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ رِّزْقًا مِّنْ لَّدُنَّا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ ۵۸

تو اپنے مُلک سے اُچک لئے جائیں گے۔ (تو کہہ دے) کیا ہم نے اُن کو محفوظ اور امن والے مقام میں جگہ نہیں دی جس کی طرف ہر قسم کے پھل لائے جاتے ہیں یہ ہماری طرف سے عطیہ ہے مگر اُن میں سے اکثر جانتے نہیں

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۚ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝ ۶۸

کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم نے حرم (یعنی مکہ) کو امن کی جگہ بنا دیا ہے۔ اور ان لوگوں کے ارد گرد سے (یعنی مکہ کے باہر سے) لوگ اُچک لئے جاتے ہیں۔ تو کیا وہ جھوٹ پر تو ایمان لاتے ہیں اور اللہ (تعالیٰ) کی نعمت کا انکار کرتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَارَيْبَ فِيْهِ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ۝ ۸

اور اسی طرح (یعنی اپنے نگران ہونے کے ثبوت میں) ہم نے قرآن کو عربی زبان میں تیری طرف اُتارا ہے تاکہ تُو مُلک کے مرکز کے لوگوں کو اور اس کے ارد گرد کے رہنے والوں کو ہوشیار کرے اور تاکہ تُو اس وقت سے ہوشیار کرے جب تمام لوگ جمع کئے جائیں گے جس کے آنے میں کوئی شبہ نہیں اُس دن ایک گروہ تو جنت میں جائے گا اور ایک گروہ دوزخ میں جائے گا۔

وَهُوَ الَّذِىْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ

اور وہ خدا ہی ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے مکہ کی وادی میں روک دیا

عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ ۲۵

بعد اس کے کہ تم (حالات کے مطابق) اُن پر فتح پا چکے تھے اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا تھا (اور جانتا تھا کہ تم لڑنے سے نہیں ڈرتے)

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ ۚ وَلَوْ لَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ ۲۶

وہ (تمہارے دشمن) ہی تھے جنہوں نے کفر کیا اور تم کو مسجد حرام (کی زیارت) سے روکا اور اسی طرح قربانیوں کو جو (مکہ کے لئے) وقف ہو چکی تھیں (اس بات سے روک دیا کہ) کہ وہ اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ سکیں اور اگر (مکہ میں) کچھ مومن مرد ایسے نہ ہوتے اور کچھ مومن عورتیں ایسی نہ ہوتیں جن کو تم نہیں جانتے تھے اور یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم اُن کو نادانستہ پاؤں کے نیچے روند جاؤ گے اور اس کے نتیجہ میں تم پر عیب لگایا جائے گا (تو ہم تم کو لڑنے دیتے

مگر خدا نے روکے رکھا) تاکہ اللہ جس
کو پسند کرتا ہے اس کو اپنی رحمت میں
داخل کرے اگر (پوشیدہ مومن)
کہیں اِدھر اُدھر ہو گئے ہوتے تو اُن
(مکہ کے رہنے والوں) میں سے جو کافر
تھے ہم اُن کو دردناک عذاب پہنچاتے۔

قال بما خطبکم ۲۷ الطور ۵۲

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ	اور اس چھت کو جو ہمیشہ بلند رہے گی۔
وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ ۷	اور جوش مارتے والے سمندر کو

تبارک الذی ۲۹ الجن ۷۲

لِّنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَمَنْ يُّعْرِضْ عَنْ ذِكْرِ رَبِّهٖ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ۙ ۱۸	تاکہ اس کے ذریعے سے ان کی آزمائش کریں اور جو شخص بھی اپنے رب کے ذکر سے اعراض کرتا ہے وہ (خدا) اس کو ایسے عذاب کے رستہ پر چلاتا ہے جو بڑھتا ہی جاتا ہے (اور انہوں نے وہی طریقہ اختیار کیا ہے)

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۙ ۱۹

اور ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا تھا کہ مساجد ہمیشہ اللہ ہی کی ملکیت قرار دی جائیں پس اے لوگو! تم اُن میں اس کے سوا کسی کو مت پکارو

وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۙ ۲۰

اور ہمیں نظر آرہا ہے کہ جب اللہ کا بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کی طرف بُلانے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو یہ (مکہ والے) اس کے اوپر جھپٹ کر آ گرتے ہیں

عمّ ۳۰ البلد ۹۰

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ ۲

سن لو! تمہاری بات غلط ہے میں اس شہر (مکہ) کو تیری سچائی کے طور پر پیش کرتا ہوں

وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۙ ۳

اور دکھتا ہوں کہ اے محمد! تو (ایک دن) پھر اس شہر (مکہ) میں واپس آنیوالا ہے

وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ ۙ ۴

اور باپ کو بھی اور

	بیٹے کو بھی (شہادت کے طور پر پیش کرتا ہوں)
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ ۝ ۵	ہم نے یقیناً انسان کو رہینِ محنت بنایا ہے
وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ ۱۳	اور تجھے کس نے بتایا ہے کہ چوٹی کیا ہے اور کس چیز کا نام) ہے .
فَكُّ رَقَبَةٍ ۝ ۱۴	(چوٹی پر چڑھنا غلام کی) گردن چھڑانا ہے .

عمّ ۳۰ التین ۹۵

وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۝ ۴	اور اس امن والے شہر (مکہ) کو بھی .
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ ۵	(یہ ساری شہادتیں ثابت کرتی ہیں کہ) یقیناً ہم نے انسان کو موزوں سے موزوں حالت میں پیدا کیا ہے .

عمّ ۳۰ الفیل ۱۰۵

اَلَمْ تَرَ كَیْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝ ۲	(اے محمدؐ) کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے ربّ نے ہاتھی (استعمال کرنے) والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا .

اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ ۙ ٣	کیا (ان کو حملہ کرنے سے قبل ہلاک کرکے) اُن کے منصوبہ کو باطل نہیں کر دیا۔
وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۙ ٤	اور (اس کے بعد) اُن (کی لاشوں) پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے،
تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ ٥	(جو) اُن (کے گوشت) کو سخت قسم کے پتھروں پر مارتے (اور نوچتے) تھے
فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۧ ٦	سو اس کے نتیجہ میں اس نے انہیں ایسے بھوسہ کی طرح کر دیا جسے جانوروں نے کھا لیا ہو۔

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ ٢	(دوسری اغراض کے علاوہ) قریش کے دلوں کو مانوس کرنے کیلئے۔
اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۚ ٣	یعنی اُن کے دلوں کو گرمائی اور سرمائی سفروں سے مانوس کرنے کے لئے (ہم نے ابرہہ کو تباہ کیا)

فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ ۴	پس انہیں لازم ہے کہ وہ (قریش) اس گھر (یعنی کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں
الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۠ ۵	جس نے انہیں (ہر قسم کی) بھوک (کی حالت) میں کھانا کھلایا اور (ہر قسم کی) خوف کی حالت میں امن بخشا

عم ۳۰ — الماعون ۱۰۷

اَرَءَيْتَ الَّذِیْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۚ ۲	(اے مخاطب) کیا تو نے اس شخص کو پہچانا جو دین کو جھٹلاتا ہے۔
فَذٰلِكَ الَّذِیْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۙ ۳ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۭ ۴	وہی تو ہے جو یتیم کو دھتکارا کرتا تھا اور وہ مسکین کو کھانا کھلانے کے لئے (لوگوں کو کبھی) ترغیب نہیں دیتا تھا
فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۙ ۵	اور اُن نمازیوں کے لئے بھی ہلاکت ہے
الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۙ ۶	جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں۔
الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۙ ۷	(اور) جو لوگ صرف دکھاوے سے کام لیتے ہیں۔

وَ يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۞ ۸ اور وہ اپنے گھر کے معمولی سامان تک
دینے سے (اپنے نفسوں کو اور
دوسروں کو) روکتے رہتے ہیں۔

خدا کا سب سے پہلا گھر

مندرجہ بالا قرآنی آیات پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ خانہ کعبہ کو اس کے تین ادوار سے ایک خاص تعلق ہے اور یہ تین دور خانہ کعبہ کے مقاصد اور اہمیت کے خاص مرکزی ستون ہیں۔ سب سے پہلا دور وہ ہے جب خانہ کعبہ کی بنیاد پڑی۔ چنانچہ اس کا ذکر قرآن کریم میں یوں آتا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ ج ۝ (۹۷) "سورۃ آل عمران"

فِیْہِ اٰیٰتٌ م بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ ج وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ط وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ط وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ (۹۸) "سورۃ آل عمران"

ترجمہ:

سب سے پہلا گھر جو تمام لوگوں کے (فائدے کیلئے) بنایا گیا تھا وہ ہے جو مکہ میں ہے۔ وہ تمام جہانوں کے لئے برکت والا (مقام) اور (موجب) ہدایت ہے۔ اس میں کئی روشن نشانات ہیں

(وہ) ابراہیم کی قیام گاہ ہے اور جو اس میں داخل ہوا امن میں آجاتا ہے اور اللہ نے لوگوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اس گھر کا حج کریں (یعنی) جو (بھی) اس تک جانے کی توفیق پائے اور جو انکار کرے (تو وہ یاد رکھے کہ) اللہ تمام جہانوں سے بے پروا ہے۔

قرآن کریم کے مندرجہ بالا دعوای کی تصدیق بعض بیرونی شہادتوں سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ مشہور عیسائی مورخ سر ولیم میور "لائف آف محمدؐ" میں لکھتے ہیں۔

مکہ کے مذہب کی نمایاں خصوصیات کے لئے ایک نہایت ہی قدیم زمانہ تجویز کرنا پڑتا ہے۔

(ڈائیڈورس سکولس سن عیسوی سے بھی نصف صدی پیشتر لکھتا ہوا عرب کے ذکر میں لکھتا ہے۔ کہ اس ملک میں ایک معبد ہے جس کی عرب لوگ بہت ہی عزت کرتے ہیں۔ ان الفاظ میں یقیناً خانہ کعبہ کا جو مکہ میں ہے ذکر کیا گیا ہے کیونکہ اور کسی معبد کا عرب میں نام بھی نہیں جس کی عزت عرب میں عام طور پر ہوئی ہو۔ زبانی روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ قدیم ترین زمانہ سے خانہ کعبہ کا حج عرب کے ہر گوشہ کے لوگ کرتے

رہے ہیں۔ یمن اور حضرالموت سے خلیج فارس کے کنارہ سے شام کے بادیہ سے۔ حیرہ اور عراق عرب سے لوگ ہر سال مکہ میں جمع ہوتے پائے جاتے ہیں اس قدر عام طور پر سارے ملک میں اس عزت کا حاصل ہونا یقیناً ایک ایسے قدیم زمانہ سے ہونا چاہیئے جس کے پرے اور کوئی قدیم زمانہ تجویز نہیں ہوسکتا

بیان القرآن ۷۶ سورہ البقر۔

اس کے علاوہ عیسائیت کے قرن اول کے لٹریچر میں بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے چنانچہ THE WORLD PUBLISHING HOUSE NEWYORK کے نام سے ایک کتاب THE LOST BOOK OF BIBLE ۱۹۴۴ء میں شائع کی ہے جس میں ODES OF SOLOMON کے نام سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے قرن اول کے ماننے والے عیسائیوں کی ۴۲ نظمیں درج ہیں۔ ان نظموں میں سے ۴ نظم میں بھی یہ اشارہ پایا جاتا ہے۔ کہ سب سے اول اس دنیا میں ایک مقدس گھر بنایا گیا تھا۔ چنانچہ ان چند اشعار کے الفاظ یہ ہیں۔

1 NO MAN OH MY GOD CHANGETH THY HOLLY PLACES;

2 AND IT IS NOT "POSSIBLE" THAT HE SHOULD CHANGE IT AND PUT

IT IN ANOTHER PLACE; BECAUSE HE HATH NO POWER OVER IT:

3, FOR THY SANCTUARY THOU HAST DESIGNED BEFORE THOU DIDST MAKE (OTHER) PLACES:

4, THAT WHICE IS ELDER SHALL NOT BE ALTERED BY THOSE THAT ARE YOUNGER THAN IT SELF

حدیث میں عمر بن عاص سے بھی مروی ہے۔

بعث اللہ جبرائیل الی آدم وحوّاء فامرھما بناء الکعبۃ فبناہ آدم ثمّ امر بطواف بہ (بیہقی)

بیان القرآن ص۲۴۶

اللہ تعالےٰ نے جبرائیل کو آدم اور حواء کے پاس بھیجا اور دونوں کو حکم دیا کعبہ کے بنانے کا۔

چنانچہ آدم نے کعبہ کو بنایا اور پھر اس کے طواف کا حکم دیا۔

خانہ کعبہ کا پہلا دور

چونکہ حضرت آدم علیہ السلام ہی انسانی تہذیب اور مذہبی دور کے سب سے پہلے موسس ہیں اس لئے اکثر علمار کرام نے مندرجہ بالا احادیث سے اتفاق کیا ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر اول بھی حضرت آدم علیہ السلام نے کی تھی اور خود قرآن کریم میں متعدد اشارات بھی پائے جاتے ہیں جن سے بالبداہت یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہی خانہ کعبہ کے تعمیر کنندہ تھے اور اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام ان کی رہنمائی کی تھی۔ تب آپ نے اس الہٰی تفہیم کے تحت خانہ کعبہ کو تعمیر کیا۔ نیز ان آیات سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ خانہ کعبہ تمام بنی نوع کا مشترکہ ورثہ ہے کیونکہ جہاں بھی خانہ کعبہ کا ذکر آیا ہے۔ یہ بات تکرار سے بیان کی گئی ہے کہ یہ گھر تمام بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا ہے اور چونکہ انسان کی تہذیبی تمدنی اور مذہبی زندگی کا دور خانہ کعبہ سے شروع ہوا۔ اس لحاظ سے ہمارے لئے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں کہ تمام عبادت گاہیں دراصل خانہ کعبہ کے اظلال و آثار ہیں۔

انسانی تہذیب کے سب سے اوّل دور میں جو تہذیب کے موٹے

اصول بنی نوع انسان کو سکھائے گئے، وہ مندرجہ ذیل ہیں ۔

۱:۔ خدا ایک ہے اور فلاں فلاں صفات کا مالک ہے ۔

۲:۔ انسان خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر بننے کے لئے پیدا کیا گیا ہے ۔

۳:۔ انسانی پیدائش کی غرض وغایت پوری نہیں ہوسکتی جب تک الہامی ہدایت سے اس کی رہنمائی نہ ہو چنانچہ اسی لئے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کی اتباع سے یہ عہد لیا گیا ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں یوں آیا ہے ۔

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَاىَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

سورہ البقر آیت ۳۹

يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِىْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ سورہ الاعراف آیت ۳۶

ترجمہ

(تب) ہم نے کہا (جاؤ) سب کے سب اس میں سے نکل جاؤ (اور یاد رکھو) کہ اگر پھر کبھی تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے انہیں نہ کوئی

(آئندہ کا) خوف ہوگا اور نہ وہ (سابق کوتاہی پر) غمگین ہونگے۔
اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بناکر
بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ
کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقویٰ اختیار کریں اور اصلاح
کریں ان کو (آئندہ کے لئے) کسی قسم کا خوف نہ ہوگا اور نہ
وہ (ماضی کی کسی بات پر) غمگین ہوں گے۔

۴۔ انسانی معاشرہ کی بنیادی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ضروری ہے
کہ کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔ بغیر لباس کے نہ رہے، بغیر مکان کے
نہ رہے، بغیر تعلیم کے نہ رہے۔ بغیر علاج معالجے کی سہولتوں کے
نہ رہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اس کا ذکر یوں آیا ہے۔

۱:۔ اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰىۙ ٥ طٰهٰ (۱۱۹)
۲:۔ وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ٥ طٰهٰ (۱۲۰)

ترجمہ

یقیناً اس (جنت) میں تیرے لئے یہ (مقرر) ہے کہ تو
بھوکا نہ رہے (اور نہ تیرے ساتھی)
اور تو ننگا نہ رہے۔
اور نہ تو پیاسا رہے اور نہ دھوپ میں جلے۔

خانہ کعبہ کی تعمیر مندرجہ بالا مقاصد کے پورا کرنے کے لئے کی گئی تھی اور اسی لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خانہ کعبہ نشان ہے اس منشور کا جو حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے دیا گیا تھا۔

لفظ آدم اور "لَاتَضْحیٰ" دونوں الفاظ سے یہ استنباط ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ہی اس تہذیبی دور کے بانی ہیں۔ جن سے مکانات کی تعمیر کا فن ایجاد ہوا۔

نسلِ انسانی کا سب سے پہلا یہ تہذیبی دَور حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ اور مختلف ممالک اور مختلف قوموں میں جو مذاہب ہیں اور ان کے جو معابد ہیں اسی مندرجہ بالا منشور کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں اور اپنے اصل اور مبداء کے لحاظ سے دراصل وہ اسی مندرجہ بالا مذہبی تہذیب کے عکّاس ہیں۔

اس کے علاوہ چونکہ تمام مذاہب کا سرچشمہ بھی صرف خدا تعالیٰ کی ذاتِ یگانہ ہے اور اسی سرچشمہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی تہذیب پیدا ہوئی لہذا اس نقطۂ نگاہ سے بھی وہی سرچشمہ باقی مذاہب کا بھی ہے اور مذاہب میں اگر کوئی تفاوت نظر آتا ہے تو دراصل وہ مذاہب کی بگڑی ہوئی شکل سے پیدا ہوا

خانہ کعبہ کا دوسرا دور

خانہ کعبہ کی "تاسیس کا دوسرا اہم دور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ہے۔ جبکہ آپ خدا تعالے کے حکم کے ماتحت اپنی بیوی ہاجرہ اور اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کی وادی غیر ذی ذرع میں چھوڑ آئے اور اس طرح دنیا کو باپ ماں اور اولاد کی قربانی کا عظیم سبق دیا اور اسی مقام پر خانہ کعبہ کی گری ہوئی عمارت کو اس کی بنیادوں پر دوبارہ کھڑا کیا اور اس کی تولیت کو اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے سپرد کر دیا۔ اور اللہ تعالے سے دعا کی کہ اس گھر کا اصل مقصود جس کے تحت ساری دنیا کو خانہ کعبہ کے منشور پر جمع کرنا تھا اور جو تمام ولدِ آدم اور ساری کائنات کا گوہر مقصود ہے وہ اس کی اولاد سے پورا ہو اور یہ کہ وہ بنی نوع انسان کو اللہ تعالے کی آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں علم و معرفت اور حکمت میں کامل کرے اور تمام روحانی اور جسمانی اور دماغی برکات اور پاکیزگیاں اور ترقیاں ان کو عطا کرے۔

ابراہیمی قربانی کا سب سے بڑا سبق

ابراہیمی دور کا سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ خانہ کعبہ کے مقاصدِ عظمے ابراہیمی قربانی

کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتے اور وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے ۔

خانہ کعبہ کا تیسرا دور

خانہ کعبہ کا تیسرا دور اس گوہر مقصود کی پیدائش ہے جو سطور بالا میں بیان کیا گیا ہے یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ۔ اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جب دیکھا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب خانہ کعبہ کی محبت اور اس کے مقاصد سے معمور و سرشار ہے تو نماز کی سمت بھی خانہ کعبہ کی طرف مقرر کر دی تاکہ وہ اغراض و مقاصد سامنے رہیں جو تعمیر خانہ کعبہ کے ساتھ وابستہ ہیں ۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا :-

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ۭ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۭ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

(سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۳)

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۭ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ

بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ○ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۵)

ترجمہ۔ کم عقل لوگ ضرور کہیں گے کہ ان (مسلمانوں) کو اس قبلہ سے جس پر یہ (پہلے) تھے کس چیز نے پھیر دیا ہے (جب وہ ایسا کہیں) تو (ان سے کہنا کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں۔ وہ جسے چاہتا ہے ایک سیدھی راہ دکھا دیتا ہے۔

ہم تیری توجہ کا بار بار آسمان کی طرف پھرنا دیکھ رہے ہیں اس لئے ہم تجھے ضرور اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جسے تو پسند کرتا ہے۔ سو (اب) تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لے اور (اے مسلمانو تم بھی) جہاں کہیں ہو اس کی طرف اپنا منہ کیا کرو اور جن (لوگوں) کو کتاب (یعنی تورات) دی گئی ہے وہ یقیناً جانتے ہیں کہ یہ (تحویل قبلہ کا حکم) تیرے رب کی طرف سے (بھیجی ہوئی ایک) صداقت ہے اور جو کچھ یہ (لوگ) کر رہے ہیں اللہ اس سے ہرگز بے خبر نہیں ہے۔

وادی منیٰ میں جمرات کی رمی کا فلسفہ

راقم الحروف کے نزدیک ان تینوں دوروں کا ایک تصویری نشان وادی منیٰ میں ان تین شیطانوں کی شکل میں بھی موجود ہے جن کو جمرہ اولیٰ۔ جمرہ وسطیٰ۔ جمرہ عقبیٰ کہا جاتا ہے۔ یہ تین شیطان ان تین دوروں کی نمائندگی کرتے ہیں جنھوں نے

سب سے اول حضرت آدم علیہ السلام کی اغراض و مقاصد کو پامال کرنے کے لئے
مقابلہ کیا۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا و
حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مقاصد کا مقابلہ کیا۔

تیسرا شیطان وہ ہے جو محمدی دور کے مقاصد کو مٹانے کے لئے کھڑا ہوا۔
لہذا حج کے موقعہ پر میدان عرفات سے واپسی پر وادی منیٰ میں ان تینوں شیطانوں کی
رمی کے لئے سات کنکریاں پھینکنا اس بات کا اعلان ہے کہ ہر وہ شیطان جو
آدم کی تعلیم کو مٹائے گا ہم اس کا مقابلہ کریں گے۔ اسی طرح یہ اعلان ہے کہ
جو بھی ابراہیمی دین اور قربانی کو مٹائے گا ہم اسے بھی ہلاک کر دیں گے۔ اور
بالآخر اس جہاد کا اعلان ہے کہ ہم اس شیطان کو بھی نیست و نابود کر دیں گے جو
محمدی اقتدار کو دنیا سے مٹانے کی کوشش کرے گا۔ عرف عام میں یہ تین جمادات
ان تین مرتبوں کی نشان دہی کرتے ہیں جن میں شیطان نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو ورغلانے کی کوشش کی تھی۔

تحویلِ قبلہ کا حکم اور اس کے تکرار کی حکمت

الٰہی ہر سہ مقاصد کی طرف غالباً قرآنی آیات میں اشارہ پایا جاتا ہے۔

(۱) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَمَا اللّٰهُ
بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ ۱۵۰)

(۲) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ
شَطْرَهٗ ۙ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَيْكُمْ حُجَّةٌ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ۚ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ۚ وَ
لِاُتِمَّ نِعْمَتِيْ عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ ۙ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۱)

(۳) كَمَا اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا
وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ
مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۵۲)

ترجمہ :۔

۱:۔ اور تو جس جگہ سے (بھی) نکلے اپنی توجہ مسجد حرام کی طرف پھیر دے اور یہ (حکم) یقیناً تیرے رب کی طرف سے (آئی ہوئی) صداقت ہے اور جو کچھ (بھی) تم کرتے ہو اللہ اس سے ہرگز بے خبر نہیں ہے۔

۲:۔ اور تو جس جگہ سے بھی نکلے اپنی توجہ مسجد حرام کی طرف پھیر دے اور تم (بھی) جہاں کہیں ہو اپنے منہ اس کی طرف کیا کرو تا ان

لوگوں کے سوا جو ان (مخالفوں) میں سے ظلم کے مرتکب ہوئے ہیں (باقی) لوگوں کی طرف سے تم پر الزام نہ رہے۔ سو تم ان (ظالموں) سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو۔ (یہ حکم میں نے اس لئے دیا ہے کہ تم پر لوگوں کا الزام نہ رہے) اور تاکہ میں اپنی نعمت تم پر پوری کروں اور تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

۳: (اُسی طرح) جس طرح ہم نے تم میں تم ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو تمہیں ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور تمہیں وہ کچھ سکھاتا ہے جو تم (پہلے) نہیں جانتے تھے۔

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کی تین بار تکرار غالباً انہی تین دَوروں کے مقاصد کی طرف اشارہ ہے جن کا ذکر خانہ کعبہ کے ضمن میں قرآن کریم میں بیان ہوا ہے۔

مولانا دریابادی کی تشریح استقبال قبلہ کے تکرار کے بارہ میں

ان آیات کی تشریح میں حضرت مولانا عبدالماجد دریا بادی (مرحوم) یوں رقمطراز ہیں:۔

۔ مطلب یہ کہ یہ حکم استقبال سفر و حضر سب کہیں کے لئے ہے ۔ محض قیام مدینہ کے ساتھ مخصوص نہیں بیّن بھذا تساوی الحالین اقامۃً وسفراً فی انہ ماموربا ستقبال البیت الحرام (بحر)

۔ یہ امر ثابت شدہ جس میں اب کسی نسخ یا تبدیلی کا امکان نہیں ھوالحق ای ثابت الذی لایعرض لہٗ نسخ ولا تبدیل (بحر) اِنّہٗ میں ضمیر حکم استقبالِ کعبہ کی طرف ہے ۔

ایک جزئی حکم کے بعد کلّی تنبیہہ اسلوب قرآنی کے خصائص میں ہے ۔ اور صیغۂ واحد سے صیغۂ جمع کی طرف منتقل ہو جانا عربی اسلوب بلاغت میں عام ہے ۔

الفاظ کی تکرار غالباً تاکید معنی کے لئے ہے اور یہ اہل عرب کا عام دستور ہے کررت توکیداً (بحر) ھوالاکثر المعھود فی لسان العرب وھوان تعاد الجملۃ مرۃ واحدۃ (بحر)

بعض نے لکھا ہے کہ پہلا حکم تعمیم حال کے لئے ہے یعنی سفر حضر میں جس حال میں بھی ہوں توجہ کعبہ کی طرف کر لی جائے اور دوسرا حکم تعمیم مکان کے لئے ہے یعنی دور و نزدیک ۔ حاضر غائب جہاں کہیں بھی ہوں توجہ کعبہ کی طرف کر لی جائے ۔ مفسرین نے اپنے مذاق کے مطابق دوسری حکمتیں بھی اس تکرار کے حکم کی لکھی ہیں ۔

اے مسلمانو! یعنی یہ حکم رسول کے ساتھ مخصوص نہیں ساری اُمت پر اس کی تعمیل فرض ہے۔ یہاں تک یہ حکم استقبال کعبہ کل ملا کر چھ بار آ چکا ہے۔ اہلِ لطائف واسرار نے لکھا ہے کہ ہر بار کے حکم سے ایک خاص اشارہ مقصود ہے مثلاً

۱۔ پہلی بار سے مطلق حکم وجوب

۲۔ دوسری بار سے تعمیم احوال۔ یعنی سفر ہو یا حضر

۳۔ تیسری بار سے تعمیم مکان یعنی نزدیک ہو یا دور۔ حاضر ہو یا غائب۔

۴۔ چوتھی بار سے تعلیم ادب یعنی قبلہ رو رہنے کا استحباب۔

۵۔ پانچویں بار سے توجہ قلبی یعنی دِل اسی طرف لگا رہے جدھر پروردگار کی خاص توجہ ہے۔

۶۔ چھٹی بار سے تاکید یعنی رفع احتمال نسخ۔

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ خانہ کعبہ کی بنیاد کے مقاصد کامل طور پر پورے ہو گئے اور ہماری مساجد بھی خانہ کعبہ کا کامل ظل ہونے کی وجہ سے ان مقاصد کے کامل نشان اور علم بن گئیں۔

خانہ کعبہ علم ہے تمام دینی اور دنیوی برکات کا

تاسیس خانہ کعبہ اور ان تینوں ادوار کے بارہ میں قرآنی آیات کو سمجھنے کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ خانۂ کعبہ کے بڑے مقاصد مندرجہ ذیل ہیں اور یہ کہ خانۂ کعبہ ان مقاصد کے حصول کا ذریعہ اور نیز ان مقاصد کا عَلَم اور نشان ہے۔ دیگر الفاظ میں خانۂ کعبہ اس منشور اور ان اقدار کا پرچم ہے جو دین اسلام نے انسانیت کو عطا کئے اور وہ یہ ہیں :۔

۱۔ خدا تعالےٰ بلا شرکت غیرے ایک، کامل و اکمل ذات ہے وہی تمام فیوض اور برکات کا سرچشمہ ہے۔

۲۔ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جملہ انبیاء کرام میں واحد شمس روحانی ہیں جن کے نور سے سارے انبیاء کی نبوت کے چراغ روشن ہوئے اور انہی معنوں میں آپ خاتم النبیین ہیں۔

۳۔ آسمانی ہدایت ہی بنی آدم کی رہنمائی کا کامل ذریعہ ہے اور یہ کہ زمینی ضرورتوں کے مطابق یہ ہدایت اس آسمانی سرچشمہ سے ہمیشہ نازل ہوتی رہے گی اور بنی نوع انسان کی نجات اسی میں مضمر ہے کہ اسے قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے۔

۴۔ تمام بنی نوع انسان وحدت و اخوت اور محبت کے رشتہ میں منسلک ہونے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

۵۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ اور حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا جیسی قربانی کے بغیر دنیا کو حقیقی امن اور سلامتی حاصل نہیں ہو سکتی اور نہ اس کے بغیر خانہ کعبہ کے مقاصد کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

۶۔ دکھ، افلاس اور غربت کو دنیا سے مٹایا جائے اور زندگی کے بنیادی حقوق ہر کس و ناکس کو دیئے جائیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی اس تعلیم کو اپنایا جائے کہ معاشرہ میں کوئی بھوکا نہ رہے۔ بغیر لباس اور بغیر مکان کے نہ رہے بلکہ بغیر علاج کی سہولتوں اور بغیر تعلیم نہ رہے۔

حضرت آدم کی طرف سے خانہ کعبہ کی تعمیر اسی تعلیم کا نتیجہ تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے جیسا کہ قرآن شریف سے مترشح ہوتا ہے بنی نوع انسان غاروں میں بود و باش رکھتے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت میں یہ غاروں سے باہر آن کر سطح زمین پر آسمانی ہدایت کی روشنی میں بود و باش رکھنے لگے۔ خود لفظ آدم بھی انسان کے اس تمدن کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اسی طرح لفظ لَا تَضْحٰی بھی مکانات کی تعمیر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۷۔ مخلوق خدا کو ہر شر سے محفوظ رکھنے کے سامان کئے جائیں۔

۸۔ امامت اور خلافت کو ان تمام روحانی اقدار کے ساتھ رکھا جائے۔

۹۔ معاشرہ میں نظم و ضبط پیدا کیا جائے۔

۱۰۔ خدا تعالیٰ سمیعٌ علیم ہے اور ہر آن اور ہر وقت اس کا تعلق اپنے بندوں سے قائم

ہے لہٰذا اس کے بندے اسے پکارنے اور اس سے مانگنے سے کبھی غافل نہ ہوں ۔
وہ سمیعؔ اور مجیب الدعوات ہے اور اپنے پیارے بندوں کی پکار کو سنتا ہے۔
اور ان کی حاجات کو پورا کرتا ہے ۔

۱۱ ۔ وہ غفور و رحیم ہے اور سچی توبہ اور استغفار کے ذریعہ سارے گناہوں کو بخشتا ہے اور پیغام ہے اس بات کا کہ انسان جو بالطبع کمزور ہے مایوس نہ ہو خواہ اس کے گناہ سمندر کے قطرات کے برابر بھی ہوں پھر بھی وہ اللہ تعالےٰ سے یہ امید رکھے کہ دعا، اور توبہ سے وہ اس کے گناہوں کو بخش دے گا ۔

۱۲ ۔ مسابقت فی الخیر کی روح کو زندہ کیا جائے ۔ ہر ایک کی یہ کوشش اور تڑپ ہو کہ وہ ایک دوسرے سے نیکی میں بازی لے جائے ۔

۱۳ ۔ ہر امکانی خیر و برکت انسان کے لئے اللہ تعالےٰ نے پیدا کی ہے لہٰذا بنی نوع انسان اور ان کی سوسائٹی کسی خیر و برکت سے محروم نہ رہے۔

۱۴ ۔ جہالت کو دنیا سے مٹا دیا جائے اور ہر قسم کے علم اور عقل کو ان کی ممکنہ بلندیوں تک پہنچایا جائے

۱۵ ۔ حقیقی پاکیزگی کو دنیا میں پیدا کیا جائے خواہ وہ ذہنی ہو روحانی ہو یا جسمانی ۔

۱۶ سچی پاکیزگی، صفائی اور طہارت کے بغیر معاشرہ میں حقیقی مساوات اور اخوت قائم نہیں ہو سکتی لہٰذا بنی نوع انسان میں یہ صفات پیدا کی جائیں ۔

۱۷۔ خدا تعالیٰ کی ذات ایک زندہ وجود ہے جو زندہ نشانوں کے ساتھ اپنی ہستی کا ثبوت مہیا کرتی رہتی ہے۔ ہر زمانہ میں وہ زندہ رہا ہے اور زندہ رہے گا اور ہر زمانہ میں وہ اپنی زندگی کا ثبوت اپنے تازہ نشانوں سے دیتا رہا ہے اور دیتا رہے گا۔ ہر ایک خیر اس کے پاس ہے اور ہر شر سے اس کو بچانے کی قدرت اس کے پاس ہے۔

۱۸۔ ہر قسم کا امن اور سلامتی بنی نوع انسان کا حق ہے۔

۱۹۔ بنی نوع انسان کی ترقی اور ان کے حقوق کی پاسبانی اور نگرانی کے انتظامات کئے جائیں۔

خانہ کعبہ کی رُوح

خانۂ کعبہ اور اس کے اظلال مندرجہ بالا مقاصد کے لئے ظاہری جسم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کوئی جسم بھی روح کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور خانۂ کعبہ کی روح کامل وہ محمدی قلب ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ دنیا کو دیا گیا اور یہی قلب محمدی ان انوار کا علمبردار ہے جن کا کہ خانۂ کعبہ بطور ایک علَم کے ہے اس مضمون کو قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات واضح کرتی ہیں۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً

تَرْضٰىهَا ۪ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ ۱۴۵ (سورۃ البقر)

ترجمہ :۔

ہم تیری توجہ کا بار بار آسمان کی طرف پھرنا دیکھ رہے ہیں اس لئے ہم تجھے ضرور اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جسے تو پسند کرتا ہے سو (اب) تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لے اور (اے مسلمانو! تم دبھی) جہاں کہیں ہو اس کی طرف اپنا منہ کیا کرو۔ اور (جن لوگوں) کو کتاب (تورات) دی گئی ہے وہ یقیناً جانتے ہیں کہ یہ (تحویل کعبہ کا حکم) تیرے رب کی طرف سے (بھیجی ہوئی ایک) صداقت ہے اور جو کچھ یہ (لوگ) کر رہے ہیں اللہ اس سے ہرگز بے خبر نہیں۔

مقاصد کعبہ کے حصول کا الٰہی نظام

لہٰذا خانہ کعبہ اور مساجد کا نظام تب ہی قائم رہ سکتا ہے جبکہ ہر زمانے میں محمدی نوروں سے منور دل ان کے محافظ اور امام ہوں اور ان حاملان نور کی بعثت کے دو طریقے خداوند کریم نے مقرر فرمائے ہیں۔ اول جبکہ رشد و ہدایت کا فقدان ہو جائے

تب اللہ تعالےٰ خود ہی براہِ راست کسی جوہرِ قابل میں محمدی نور کی شعاعیں ڈال کر انسانی ہدایت کے لئے کھڑا کر دیتا ہے۔ دوئم وہ اس ہادی کے ایسے خلفاء کھڑے کرتا ہے جنہیں بظاہر اس کے بندے منتخب کرتے ہیں مگر وہ ان صالح مومنین کے انتخاب میں ایسی برکت ڈال دیتا ہے کہ مومنین کے انتخاب کردہ اپنی طرف منسوب کر کے اس انتخاب کو خود اپنا ہی انتخاب قرار دیتا ہے اور وہ بھی زمین پر خلیفۃ اللہ اور امام وقت کہلاتے ہیں۔

میثاقِ اوّل اور شہداءِ کربلا کا پاک نمونہ یاد رکھنے کی ضرورت

ایسے حاملانِ نور کو وجود میں لانے کے لئے ضروری ہے کہ ہر مومن اس میثاق کو یاد رکھے جو اس نے سب سے اول حضرت آدم سے کیا تھا اور آسمانی آواز کو سننے اور قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے۔ دوسرے یہ کہ آسمانی مامور کی غیر موجودگی میں اپنے حق انتخاب اور ووٹ کو مقدس امانت سمجھ کر حق دار کو عطا کرے جس کا شاندار نمونہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے دکھایا اور جسے قرآن کریم نے ان الفاظ میں بیان کیا۔

۱۔ "امانت کی عدم حفاظت عذاب الٰہی کا موجب ہوسکتی ہے۔ جسے نہ کوئی دوست نہ بیٹا نہ بھائی نہ قبیلہ اور نہ زمین کی ساری قوتیں دُور کرسکیں گی۔" (سورۃ ذی المعارج ۱۱ تا ۳۰

۲۔ "اللہ تعالےٰ تمہیں یقیناً (اس بات کا) حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے

مستحقوں کے سپرد کرو (اور یہ کہ) جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے فیصلہ کرو۔ اللہ جس بات کی تمہیں نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً بہت (ہی) اچھی ہے۔ اللہ یقیناً بہت سننے والا اور دیکھنے والا ہے"

(سورۃ النساء ۴، ۵۹)

۳۔ "(اے مومنو!) اللہ اور اس کے رسول کی خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں کی خیانت کرو۔ اس حالت میں کہ تم جانتے اور بوجھتے ہو۔"

(سورۃ الانفال ۸ (۲۷)

۴۔ "کامل مومن اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ وہ مومن جو اپنی نمازوں میں عاجزانہ رویہ اختیار کرتے ہیں اور جو لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں اور جو زکوٰۃ باقاعدہ دیتے ہیں اور جو اپنی (فرج) سوراخوں (کان، منہ، آنکھ، شرمگاہ) وغیرہ کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں کے یا جن کے مالک اُن کے داہنے ہاتھ ہوتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کو کسی قسم کی ملامت نہیں کی جائے گی۔ اور جو اس کے سوا کسی اور بات کی خواہش کریں وہ زیادتی کرنے والے ہوں گے (اور وہ لوگ (کامل مومن) جو اپنی امانتوں اور اپنے عہدوں کا خیال رکھتے ہیں اور جو لوگ اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے رہتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں جو فردوس کے وارث ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ چلتے جائیں گے۔" (المومنون ۲۳ (۱ تا ۱۳)

۵۔ "اور اسی طرح وہ لوگ بھی عذاب سے محفوظ ہیں جو اپنے پاس رکھی ہوئی امانتوں اور عہدوں کی حفاظت کرتے ہیں"۔

(سورۃ ذی المعارج ۳۲)

ہر عبادت گاہ کا متولی اور ہر مسجد کا پیش امام جب تک خانہ کعبہ کے ان مقاصد کو سامنے نہیں رکھتا اس وقت تک وہ ایک بیمار اور مُردہ روح ہے جس نے اپنی عبادت گاہ کے خوبصورت جسم کو بے نور کر دیا۔ اور ہر نمازی جو خانہ کعبہ کی طرف رُخ کرتا ہے اس نے اگر ان مقاصد کو نظر انداز کر دیا تو اس کی نماز محض ایک جسمانی مشق ہے جس سے کوئی روحانی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور ہر حاجی جس نے فریضہ حج ادا کیا اور منیٰ میں ان تین شیطانوں پر سات کنکریاں پھینک کر آ گیا لیکن گھر واپس آ کر ان تین شیطانوں کو پیہم اور لگاتار پامال کرنے کی کوشش نہ کرتا رہا تو اس کا حج بیکار اور بے معنی ہے اسی طرح وہ تمام رائے دہندگان جنھوں نے اپنے حق انتخاب کو استعمال کیا مگر مسجد کے پیش امام کے لئے کسی اہل کا انتخاب نہ کیا تو ان کا یہ فعل حضرت امام حسین علیہ السلام کی اس قربانی کی بے حرمتی ہے جس کا مظاہرہ آپ نے اور آپ کے اہلبیت نے کربلا کے مقام پر کیا۔ خانہ کعبہ کے اس عظیم منشور سے دشمنی ہے جس کا یہ مسجد ایک ظل ہے۔

خانہ کعبہ اور ادیانِ عالم کے مشترکہ مقاصد

مسلمانوں کے علاوہ باقی مذاہب کے پیروکار اگر ان حقائق اور انسانی تاریخ کا غیر متعصبانہ جائزہ لیں تو یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ تمام آسمانی مذاہب اپنے سرچشمہ اور معماراول کے لحاظ سے خانہ کعبہ کے ساتھ منسلک ہیں اور تمام مذاہب کو کم از کم خانہ کعبہ کے دوبڑا دل کے منشور پر اکٹھا ہو جانا چاہیئے جس کے بنیادی تقاضے یہ ہیں۔

۱:۔ خدا تعالےٰ کی ذاتِ کامل و یگانہ پر ایمان۔

۲:۔ اس بات پر ایمان کہ ہدایت کا ذریعہ صرف خدا تعالےٰ کی ذات واحد و یکتا ہے اور وہ یہ کہ وہ اسے قبول کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہے گا۔

۳:۔ اس بات پر ایمان کہ انسان خدا تعالےٰ کی عبادت اور اس کی خلافت کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

۴:۔ اس بات کا اہتمام کہ انسانی سوسائیٹی میں کوئی بھوکا نہ رہے بغیر لباس اور بغیر مکان کے نہ رہے۔ نیز یہ کہ اسے تعلیم اور علاج کی پوری سہولتیں میسر ہوں۔ اور معاشرہ ان باتوں کا ضامن ہو۔

نماز، پانچوں ارکان اسلام کی نمائندگی کرتی ہے

۱ ہماری مساجد کی عظمت کا یہ پہلو بھی قابل توجہ ہے کہ ہمارے دین کے پانچ بڑے ارکان ہیں۔ یعنی نماز۔ روزہ۔ حج اور کلمہ شہادت کا اقرار باللسان۔ ان میں سے نماز باقی چاروں ارکان کی اجمالی کیفیت بھی اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ اور جس طرح دوسرے ارکان اپنے اپنے مواقع پر ادا ہوتے ہیں لیکن پنجوقتہ نماز کو مع مسنون نفلی نمازوں یعنی تہجد اور اشراق کے یہ خصوصیت حاصل ہے کہ وہ روزانہ سات وقت ادا کی جاتی ہیں اور اس طرح یہ نمازیں دن میں سات بار۔ باقی ارکان کا بھی مجملی نقشہ پیش کرتی رہتی ہیں اور صرف پانچ وقتہ نماز ہی وہ رکن ہے جو کسی ذی ہوش کو کسی حالت میں معاف نہیں ہو سکتی۔ فلسفہ روزہ۔ حج۔ زکواۃ اور کلمہ شہادت کا اقرار باللسان یہ تمام ارکان نماز کی کیفیت۔ شکل اور روح میں جمع ہیں۔ لہذا ہماری نمازیں جو مساجد میں ادا کی جاتی ہیں ان پانچوں ارکان دین کے فلسفہ کی علمبردار ہیں اور نشان ہیں اس عشق کی کیفیت کا جس کا منظر حج پیش کرتا ہے۔ نشان ہیں اس صبر اور قربانی وضبطِ نفس کا جس کا منظر روزہ پیش کرتا ہے اسی طرح نشان ہیں بنی نوع انسان کی ہمدردی اور غمخواری کا جو کہ زکواۃ کے فلسفہ میں مضمر ہے۔ اور اسی طرح نشان ہیں اس اقرار کا کہ کوئی ذات ہمارا معبود اور مطلوب اور معشوق نہیں سوائے اللہ کے اور یہ کہ اس معبود و مطلوب تک پہنچنے کے لئے

اب کوئی راستہ کھلا نہیں رہا سوائے محمدی دروازہ کے اور یہ کہ آپ ہی وہ شمس روحانی ہیں جن سے ساری دنیا روشن ہوئی اور روشن رہے گی باقی سب اندھیرا ہے۔ ان تمام نمازوں کو یہ خصوصیت اور افضلیت حاصل ہے کہ یہ خانہ کعبہ کی طرف رخ کرکے پڑھی جاتی ہیں اور دوسرے یہ کہ ان میں اکثر ماسوا شرعی عذر مساجد میں ادا کی جاتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول الصلوٰۃ مخ العبادۃ (یعنی نماز عبادت کا مغز ہے) غالباً نماز کے اسی فلسفہ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول الصلواۃ مفتاح کل خیر اور مفتاح الجنۃ الصلواۃ بھی اسی فلسفہ کی نشان دہی کرتے ہیں۔

رسولِ اکرمؐ کا مساجد سے قلبی تعلق

مساجد کی یہی عظمت تھی جس کی وجہ سے ہمارے آقا و مطاع حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دل پُر نور ہر وقت مساجد کی طرف کھینچا رہتا۔ اور آپ کی توجہ برآں اس قبلہ کی طرف مرکوز رہتی جس کی طرف ان مساجد میں نماز ادا کی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ آپ جیسا شفیق اور مہربان اور ودود اور رؤف الرحیم جو ہر ماں اور باپ سے زیادہ محبت کرنے والا تھا ان مساجد میں نماز ادا نہ کرنے والوں کے متعلق فرماتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے:-

ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لقد ھممت ان امر بحطب یحطب ثم امر بالصلاۃ

فیوذن لہا ثم امر رجلا فیؤم الناس ثم اخالف
الی الرجال فاحرق علیھم بیوتھم والذی
نفسی بیدہ لو یعلم احدھم ان یجد عرقا
سمینا او مرماتین حسنتین لشھد العشاء (بخاری باب وجوب
صلواۃ الجماعت)

ترجمہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے
قبضہ میں میری جان ہے جی چاہتا ہے کہ لکڑیوں کے ڈھیر کرنے کا حکم دوں
پھر نماز کے لئے اذان پکار دی جائے اس کے بعد کسی کو لوگوں کا امام بنادوں
پھر لوگوں کو چل کر دیکھوں اور جو اس وقت گھروں میں مل جائیں ان کو جلا
ڈالوں۔ خدا کی قسم اُن کا حال یہ ہے کہ اگر کسی کو معلوم ہو جائے کہ
موٹی ہڈی یا دو کھُر ہی مل جائیں گے تو پھر وہ ضرور عشاء میں حاضر
ہوں گے۔

اور ابوداؤد میں یوں درج ہے۔

لقد ھممت ان امر فتینی فیجمعوا الی حزما
من الحطب ثم اٰتی قوما یصلون فی بیوتھم
لیست بھم علتہ فاحرقھا علیھم۔
(باب التشدید فی ترک الجماعۃ)

ترجمہ

بلاشبہ جی چاہتا ہے کہ جوانوں کو حکم دوں کہ وہ میرے پاس لکڑیاں ڈھیر لگادیں۔ پھر میں ان میں جاؤں جو اپنے گھروں میں بلا عذر نماز پڑھتے ہیں اور ان کو ان کے گھر سمیت پھونک ڈالوں۔

پھر مسلم شریف میں ایک ایسی حدیث ہے جس سے مسئلہ کی اہمیت اخوب ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں۔

لقد رایتنا ما یتخلف عن الصلوٰۃ الا المنافق قد علم نفاقۃ او مریض ان کان المریض یمشی بین رجلین حتی یاتی الصلوٰۃ وقال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنا سنن الھدیٰ وان من سنن الھدیٰ الصلوٰۃ فی المسجد الذی یوذن فیہ وفی روایۃ قال من سرہ ان یلقی اللہ تعالیٰ غدا مسلما فلیحا نظر علیٰ ھؤلاءِ الصلوٰۃ حیث ینادی بھن فان اللہ شرع لنبیکم سنن الھدای وانھن سنن من الھدای وان کنتم صلیتم فی بیوتکم کما یصلی ھذا المختلف فی بیتہ لترکتم سنۃ نبیکم ولو ترکتم سنۃ نبیکم لضللتم وما من رجل یتطھر فیحسن الطھور ثم یعمد الی المسجد من ھذہٖ المساجد الا کتب اللہ لہٗ بکل

خطوة یخطوها حسنة ویرفعه بها درجة ویحط عنه بها سیئة ولقد رایتنا وما یتخلف عنها الا المنافق معلوم النفاق ولقد کان الرجل یوتی به یهادی بین الرجلین حتی یقام فی الصف ۔ (عن ابی داؤد)

ترجمہ: بلاشبہ ہمیں معلوم ہے کہ بجز کھلے ہوئے منافق یا بالکل نڈھال بیمار کے اور کوئی جماعت کی نماز سے نہیں بچھڑتا بلکہ جو بیمار بھی ہیں وہ بھی دو شخصوں کے سہارے چل کر نماز کے لیے مسجد میں آتے ہیں ۔ اور انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سنن ہدیٰ) کی ہمیں تعلیم فرمائی اور بے شک اس مسجد میں نماز پڑھنا جس میں اذان دی جائے ۔۔ "سنن ہدیٰ" ہی سے ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا جس کو یہ بات خوش لگتی ہے کہ وہ کل (بعد موت) اللہ سے حالت اسلام پر ملے تو اس کو چاہیے کہ تمام نمازوں کے لئے جوں ہی اذان دی جائے (بکار) مسجد میں حاضری دے بیشک اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کے لئے سنن ہدیٰ کو مشروع فرمایا ہے اور انہی سے نمازیں ہیں اور اگر (کہیں) تم نے بھی منافق کی طرح گھروں میں ہی نماز پڑھ لی تو بالیقین تم نے اپنے نبی صلعم کی سنت ترک کردی اور اگر تم نے (خدانخواستہ) ترکِ سنت کو عادت بنا لیا تو پھر تمہاری گمراہی میں کوئی شبہ نہیں ۔ جو بھی خوب پاک صاف ہو کر کسی مسجد کی طرف جاتا ہے اللہ تعالےٰ اس کے لئے اس کے ہر قدم

کے بدلے ایک نیکی لکھتا ہے۔ ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ مٹاتا ہے اور ہمیں یقین ہے کہ بغیر عذر شرعی بجز منافق اور کوئی جماعت کی نماز سے نہیں کتراتا کیونکہ مومن مرد جو دوسروں کے سہارے بھی آسکتا ہے تو بھی آتا ہے اور صف میں مل کر نماز پڑھتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے۔

اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجل اعمی فقال یارسول اللہ انہٗ لیس لی قائد یقودنی الی المسجد فسأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام ان یرخص لہ فیصلی فی بیتہٖ فرخص لہٗ فلما ولی دعاہٗ فقال ھل تسمع الندا ئیا الصلوٰۃ قال نعم قال فاجب (مسلم باب صلوٰۃ الجماعت ج ا ص۲۳۲)

ترجمہ:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا شخص حاضر ہوا اور اس نے آپ سے درخواست کی کہ مجھے کوئی رہبر نہیں ملتا جو لے جایا کرے لہٰذا مجھے گھر میں نماز پڑھ لینے کی اجازت فرمادیں۔ آپ نے اس کو رخصت (اجازت) دے دی۔ جب واپس ہوا تو پھر بلایا اور پوچھا تم اذان سنتے ہو یا نہیں؟ اس نے کہا جی ہاں سنتا ہوں تو آپ نے فرمایا تو پھر قبول کرو اور مسجد آؤ۔

اسی طرح کا واقعہ حضرت ابن ام کلثومؓ کا ہے کہ انہوں نے دربارِ رسالت میں درخواست کی کہ میں ایک نابینا آدمی ہوں میرا گھر مسجد سے دور ہے اور مجھے مسجد تک لے جانے والا کوئی نہیں ہے مزید براں یہ کہ شہر میں موذی جانور اور درندے عموماً پھرا کرتے ہیں کیا ان عذروں کے ہوتے ہوئے جماعت سے غیر حاضری کی میرے لئے کوئی گنجائش نکل سکتی ہے۔ کہ حضرت کے حکم سے میں گھر میں نماز پڑھ لیا کروں۔ یہ سن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اذان سنتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ ہاں حضرت سنتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو پھر رخصت کیسے مل سکتی ہے۔ جماعت کے لئے مسجد ہی آیا کرو۔ (ابوداؤد باب التشدید فی ترک الجماعۃ ۱۲)

یہ بلند روحانی مقام تھا صحابہ کرام کا کہ اس قدر مجبوریوں کا سامنا ہے پھر بھی خود سے ان کو اپنے لئے حیلہ نہ بنایا بلکہ خدمت رسالت میں عذر پیش کر کے اجازت چاہی اور پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عذروں کے ہوتے ہوئے جو جواب دیا وہ نماز با جماعت کی اہمیت کے اندازہ کے لئے کافی ہے۔

خود رحمتِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض الموت کا واقعہ بصیرت کا مرقع ہے۔ آپ بیماری کی شدت سے بالکل نڈھال ہو گئے ہیں لاغری اور ضعف کا یہ عالم ہے کہ غشی پر غشی طاری ہو رہی ہے۔ مگر جب بھی

"معمولی افاقہ محسوس فرماتے تھے تو رہ رہ کر یہی سوال کرتے ہیں کہ "جماعت ہو گئی"؟ کہا جاتا ہے نہیں یا رسول اللہ۔ یہ سن کر کہ نماز با جماعت کے لئے اٹھنا چاہتے ہیں کہ پھر غشی کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ یونہی چار مرتبہ آپ نے فرمایا "اصلی الناس" (کیا لوگ نماز پڑھ چکے؟) اور ہر مرتبہ غشی کا حملہ ہوتا رہا۔ تب جاکر آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اطلاع کرائی کہ آپ امامت کریں۔"

(مشکواۃ باب ما علی الامام عن البخاری والمسلم)

"اسی مرض الموت میں ایسا بھی ہوا کہ صدیق اکبرؓ نماز پڑھا رہے ہیں آپ نے کچھ افاقہ محسوس فرمایا اور دو شخصوں کے سہارے اسی طرح مسجد میں جماعت کے لئے تشریف لائے کہ دونوں بازوئے مبارک دو شخصوں کے کے کندھوں پر ہیں اور پائے مبارک اپنی ناطاقتی کی وجہ سے زمین پر گھسٹتے ہوئے آرہے ہیں۔" (بخاری باب حد المریض)

مسجد میں جاکر نماز باجماعت ادا کرنے کی اہمیت یہ تھی اس ذاتِ مقدس کی نگاہ میں جو معصوم تھی اور اللہ تعالٰی کے بعد اسی کا درجہ ہے۔ حضور صرف قول ہی سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے اپنی امت کو تعلیم فرما گئے اور بتا گئے کہ مسجد کی عظمت کیا ہے۔

"حضرت اُم درداء کہتی ہیں کہ ایک دن حضرت ابو درداء غصہ کی حالت میں

تشریف لائے۔ میں نے پوچھا کیا بات پیش آئی کہ اس قدر رنجیدہ اور غضب ناک ہیں۔ فرمانے لگے "خدا کی قسم میں امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بجز اس کے کچھ نہیں پاتا ہوں کہ باجماعت نمازیں پڑھی جائیں اور اب دیکھتا ہوں کہ لوگ اسے بھی ترک کرنے پر اتر آئے ہیں۔"

(مشکواۃ باب الجماعۃ عن البخاری)

حضرت عمرؓ اور صحابہؓ کا نماز باجماعت سے عشق

فاروق اعظمؓ جماعت کی نماز کے عاشق تھے اور آخر کار اسی عشق میں جان دی۔ آپ کا یہ حال تھا کہ اگر کسی کو مسجد میں جماعت کے ساتھ نہیں پاتے تھے تو اس کے ہاں خود پہنچ کر وجہ دریافت فرماتے اور عذر معقول نہ پاتے تو خفگی کا اظہار فرماتے۔ ایک دن آپ نے کچھ لوگوں کو غیر حاضر پاکر فرمایا۔ کیا بات ہے کہ وہ لوگ جماعت کے لئے مسجد میں نہیں آتے۔ ان کی دیکھا دیکھی اور لوگ بھی ایسا کرنے لگیں گے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے یا تو وہ بہ پابندی مسجد آیا کریں ورنہ میں ان کی طرف ایسے اشخاص کو بھیجوں گا جو ان کی گردنیں ماردیں گے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ جماعت کی نماز کے لئے مسجد آیا کرو یہ آخر جملہ آپ نے تین بار فرمایا۔

کتاب الصلوٰۃ باب لزمہا للامام احمد صدا

انہی حضرت عمرؓ کا واقعہ ہے کہ آپ نے ایک دن صبح کی نماز میں سلیمان بن ابی حثمہؓ

کو نہیں پایا (یہ جماعت میں کسی وجہ سے نہیں پہنچ پائے تھے) آپ کسی کام سے بازار تشریف لے جارہے تھے۔ حضرت سلیمانؓ کا گھر راستہ ہی میں پڑتا تھا۔ چنانچہ آپ ان کی ماں حضرت شفاء کے پاس گئے اور ان کی غیر حاضری کی وجہ دریافت کی۔ ان کی ماں نے بتایا بات یہ ہوئی کہ سلیمان نے تمام لیل (تہجد) میں رات گزاری۔ اتفاق کی بات کہ آخر شب میں نیند کا غلبہ ہوگیا۔ اور بلا قصد وارادہ سو گئے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق اعظمؓ نے فرمایا میرے نزدیک فجر کی نماز مسجد میں باجماعت پڑھنی اس ساری رات جاگ کر عبادت کرنے سے بہتر ہے کہ صبح کی نماز چھوٹ جائے۔

مشکوٰۃ باب الجماعۃ ج ۱ ص ۹۶

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ انہوں نے بازار والوں کی ایک جماعت کو دیکھا کہ جوں ہی اذان ہوئی سب سامان اور کاروبار چھوڑ چھاڑ کر مسجد چل کھڑے ہوئے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ہے "رِجَالٌ

لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ"

ترجمہ

کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو تجارت وغیرہ جیسی پیاری چیز بھی اللہ تعالےٰ کی یاد سے نہیں روکتی۔ ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۵

حضرت عمر ابن الخطابؓ کے متعلق روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو جماعت کی نماز میں نہ دیکھا۔ اس کے یہاں تشریف لے گئے اور آواز دی آپ کی آواز سن کر

وہ شخص گھر سے نکلے۔ امیر المومنین نے دریافت کیا۔ نماز میں غیر حاضر کیوں رہے؟
جواب میں کہا۔ حضرت میں بیمار ہوں اور ساتھ ہی یہ بھی کہا یا امیر المومنین اگر حضرت
کی آواز کان میں نہ پڑتی تو گھر سے نہیں نکلتا۔ یا یہ کہا کہ مسجد تک چلنے کی طاقت نہیں
ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا تم نے اس کی پکار پر لبیک نہیں کہا جو سب سے زیادہ ضروری
تھی اور میری آواز پر نکل آئے۔ اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ کی طرف جو پکارنے
والا پکارتا ہے اس کی پکار پر جس قدر دھیان ضروری ہے اتنا میری پکار پر ضروری
نہیں"۔ کتاب الصلوٰۃ وما یلزمہا للامام احمد ۲۱

انہی حضرت عمرؓ کا کہنا ہے کہ مسجد میں نماز کے اندر اپنے بھائیوں کی تلاش کرو
کہ وہ سب جماعت میں شریک ہیں یا نہیں، اگر کسی کو نہ دیکھو تو دریافت کرو، خدانخواستہ
اگر بیماری کی وجہ سے نہ آئے ہوں تو ان کی عیادت کو جاؤ۔ اگر وہ اپنی صحت وتندرستی
کے باوجود نہیں آئے ہیں تو عتاب کرو۔ احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۳۹

مطر الوراق کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شوقِ جماعت کا یہ حال تھا
کہ وہ خرید وفروخت میں مشغول ہوتے۔ ترازو ہاتھ میں ہوتی مگر جوں ہی اذان کی
آواز کان میں پڑتی نماز کو دوڑ پڑتے۔

تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۹۵

عمرو بن دینار الاعور کہتے ہیں کہ میں سالم بن عبداللہ کے ساتھ مسجد جا رہا تھا
مدینہ منورہ کے بازار میں پہنچا تو دیکھا وہ سب (تاجر) مسجد جا چکے ہیں۔ سبھوں

کے سامان چھپے ہوئے ہیں، کوئی نگران کی حیثیت سے بھی باقی نہیں ہے۔ یہ منظر دیکھ کر حضرت سالمؒ کی زبان پر یہ آیت بھی رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّ لَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ـــ اور فرما رہے تھے یہی لوگ اس آیت کے مصداق ہیں۔ تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے متعلق روایت ہے کہ آپ بازار میں تھے، اتنے میں نماز کے لئے اقامت کہی گئی۔ بس دیکھا سبھوں نے دوکانیں بند کر دیں اور مسجد میں داخل ہوگئے۔ یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ انہی لوگوں کے باب میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ الخ

تفسیر ابن کثیر ص

ایک دفعہ میمون بن مہران مسجد پہنچے تو ان کو معلوم ہوا کہ جماعت ہو چکی۔ یہ سن کر آپ نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن پڑھا۔ پھر فرمایا جماعت کی نماز مجھ کو عراق کی گورنری سے زیادہ محبوب ہے۔

احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۰۶

سلف صالحین جماعت کے کس قدر دلدادہ تھے اس کی مثال اس دور میں ملنی مشکل ہے۔ اگر کبھی ان کی تکبیر اولیٰ بھی فوت ہو جاتی تھی تو تین دن تک اس کا سوگ کرتے اور اگر اتفاق سے جماعت چھوٹ جاتی تب تو سات دن تک غم والم میں مبتلا رہتے۔ احیاء العلوم ج ۱ ص ۱۰۶

مسجد میں نماز باجماعت کی فضیلت

مسجد میں نماز باجماعت کی ایک اور فضیلت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور وہ یہ کہ

صلوٰۃ الرجل فی الجماعۃ تضعف علیٰ صلاتہ فی بیتہ وفی سوقہ خمسا وعشرین ضعفا وذالک انہ اذا توضأ فاحسن الوضوء ثم خرج الی المسجد لایخرجہ الا الصلوٰۃ لم یخط خطوۃً الا رفعت لہ بہا درجۃ وحطّ عنہ بہا خطیئۃ فاذا صلّی لم تزل الملئکۃ تصلّی علیہ ما دام فی مصلاہ اللھم صلی علیہ اللّٰھم ارحمہٗ ولایزال احدکم فی صلاتہ ما انتظر الصلاۃ

ترجمہ

مرد کی باجماعت نماز اس کی انفرادی نماز سے، ثواب میں پچیس گنا بڑھی ہوئی ہے جو وہ اپنے گھر یا بازار میں پڑھے مگر یہ اس وقت کہ وہ باقاعدہ وضو کرے پھر اخلاص سے مسجد آئے۔ مسجد آنے میں جو قدم بھی اس کا اٹھے گا ہر قدم کے بدلہ ایک درجہ بلند ہوگا۔ اور ایک گناہ معاف ہوگا

جب تک وہ مصلّے پر نماز وغیرہ میں مشغول رہے گا اس کے لئے متواتر فرشتے دعائے مغفرت کریں گے کہ اے اللہ اس کو بخش دے اے اللہ اس پر رحم فرما اور جب تک کوئی نماز کے انتظار میں ہوتا ہے تو گویا وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

(بخاری باب فضل صلوٰۃ الجماعۃ)

ایک اور حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَ شَابٌّ نَشَاَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَرَجُلٌ قَلْبُهٗ مُعَلَّقٌ بِالْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَاَۃٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ یَمِیْنُهٗ وَرَجُلٌ ذَکَرَ اللّٰهَ خَالِیًا

فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ۔ (حدیقۃ الصالحین ص ۱۲۸، ۱-۲)

ترجمہ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس دن اللہ تعالیٰ کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔ اس دن اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سایۂ رحمت میں جگہ دے گا۔ اول امام عادل۔ دوسرے وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے جوانی بسر کی۔ تیسرے وہ آدمی جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ چوتھے وہ دو آدمی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اس پر وہ متحد ہوئے اور اسی کی خاطر وہ ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ پانچویں وہ پاکباز مرد جس کو خوبصورت اور بااقتدار عورت نے بدی کے لئے بلایا لیکن اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ چھٹے وہ سخی جس نے اس طرح پوشیدہ طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ساتویں وہ مخلص جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی محبت اور خشیت سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

رُخِ قبلہ کی حکمت

اسلامی مساجد کو ایک بہت بڑی برتری یہ حاصل ہے کہ اس کا رخ اور سمت خانہ کعبہ کی طرف ہے۔ عیسائیوں کے گرجے کا رخ مشرق کی طرف ہوتا ہے اور اکثر یہودیوں کے معبد کا رخ بیت المقدس یروشلم کی طرف ہوتا ہے اس طرح بت پرست اقوام کا رخ ان مورتیوں کی طرف ہوتا ہے جو انہوں نے اس غرض کے لئے بنائی ہوتی ہیں۔ اللہ تعالی کی ہستی تو بے چون و چگون ہے اور اس کے لئے کوئی کون و مکاں نہیں اس لئے ہر مذہب کے لئے یہ مسئلہ درپیش رہتا ہے کہ عبادت کی سمت جو انہوں نے اپنی عبادت کے لئے مقرر کی ہے اس میں کیا حکمت ہے۔ بعض نے یہ حکمت بیان کی کہ یک جہتی پیدا کرنے کے لئے کوئی سمت مقرر کر دی گئی ہے اور بعض لوگوں نے یہ وجہ قرار دی ہے کہ بعض جگہوں کے خاص تقدس کی وجہ سے زیر نظر سمت عبادت ان کی طرف کر دی گئی ہے۔ بت پرست اقوام یہ کہتی ہیں کہ خدا تعالے کی ذات تو ہر جگہ ہے اور ہر چیز کے اندر ہے لہذا توجہ کو مرکوز کرنے کے لئے وہ مورتی کی پوجا کرتے ہیں۔ اس وجہ سے کہ خدا تعالے کی ذات یگانہ اس میں بھی پنہاں ہے۔

مسلمانوں میں بھی علماء متصوفین نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کی حکمتیں بیان کی ہیں چنانچہ مولانا محمد قاسم نانوتوی جو انیسویں صدی کے وسط میں مشہور عالم صوفی گزرے

ہیں اور جو مدرسہ دیوبند کے بانی بھی ہیں آپ نے قبلہ نما کے نام سے کتاب لکھی ہے اور مسلمانوں کے قبلہ کا فلسفہ یہ بیان کیا ہے کہ انسان جو روح اور جسم کا مرکب ہے اور اکیلی روح لامکاں ہے اور جسم قیود و بند میں جکڑا ہوا ہے اور جہات کا مقید ہے اس لئے خداوند کریم نے جسم کو بھی عبادت میں شریک کرنے کے لئے خانہ کعبہ کے خاص تقدس کے پیش نظر اور یک جہتی کی غرض سے سمت عبادت اس کی طرف کردی گئی ہے۔ ۱

راقم الحروف کے نزدیک اگرچہ یک جہتی کا تصور بھی تقرر سمت میں مضمر ہے لیکن اس سے بڑھ کر اصل حکمت یہ ہے کہ اسلام داعی ہے اس بات کا تمام کمالات اس پر ختم ہیں اور کوئی صداقت نہیں جو دائرہ اسلام سے باہر ہے اور یہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیر البشر اور افضل الرسل ہیں اور تمام کمالات روحانی آپ پر ختم ہیں اور یہ کہ خانہ کعبہ ان تمام کمالات اور صداقتوں کا علمبردار ہے۔ اور یہ کہ نسلِ انسانی کا تہذیبی و اجتماعی دور وہاں سے ہی شروع ہوا اور وہاں ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور رسالت کے ذریعہ مکمل ہوا لہذا یہ مرکزی نقطہ ہے جو تمام صداقتوں کا مبداء اور منتہا ہے۔ اسی کی طرف ان صداقتوں کو سامنے رکھنے کے لئے رخ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور نہ صرف یہ کہ عبادت کے وقت رخ کر لینے کا حکم ہے بلکہ یہ کہ اس کے مقاصد کو ہر وقت ذہن میں مستحضر رکھا جائے۔ کیونکہ اسی میں نسل انسانی کی فلاح و بہبود مضمر ہے۔

تمام صداقتیں جن کی خانہ کعبہ نشان دہی کرتا ہے وہ ان تین ادوار کے ساتھ

تعلق رکھتی ہیں جن کا قرآن کریم میں خاص طور پر ذکر آتا ہے۔ اول آدم علیہ السلام کا دور۔ دوئم حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دور۔ سوئم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دور۔ ان تینوں ادوار کی نمایاں خصوصیات اس سے قبل بیان کی جاچکی ہیں۔

خانہ کعبہ کے ساتھ تمام دینی و دنیوی برکات وابستہ ہیں

قرآن کریم میں خانہ کعبہ کی طرف رخ پھیرنے کا ذکر چھ موقعوں پر کیا گیا ہے اور تکرار اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک خانہ کعبہ کا وجود کتنی بڑی صداقتوں کی نشان دہی کرتا ہے۔ دینی اور دنیاوی بزرگی اور حصول حسنات خانہ کعبہ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خانہ کعبہ کے طواف کے وقت ہر طواف پر رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ دعا پڑھی جاتی ہے۔ اور قرآن کریم میں اکثر جگہ جہاں خانہ کعبہ کا ذکر آیا ہے دینی اور دنیاوی برکات کا ذکر ہے جیسا کہ سورۃ القریش کی آیت فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ڏ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۝ سے ظاہر ہے۔

خانہ کعبہ کے ذکر میں آخری سورۃ القریش ہے۔ اس کے بعد اگلی سورۃ میں پھر غریب پروری کا ذکر ہے۔ اور ان نمازیوں پر لعنت بھیجی گئی ہے جو يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اور پھر اگلی سات سورتوں میں مضمون کو ایک اور

رنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ جو الکوثر سے شروع ہو کر سورۃ الناس پر ختم ہوتا ہے

قرآن کریم میں تحویل کعبہ کے ضمن میں جو حکمت بیان کی گئی ہے اس میں بھی یہ دلیل دی گئی ہے کیونکہ امت محمدیہ خیرالامت ہے اور سب سے اعلےٰ امت ہے لہذا اس کا قبلہ بھی سب سے اعلےٰ ہونا چاہیئے جو کہ خانہ کعبہ ہے۔

دوسری دلیل یہ دی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کا مطمح نظر مسابقت بالخیر ہے لہذا ان کا جذبہ مسابقت یہ ہے کہ ماضی، حال، مستقبل میں کوئی نفس انسانی ایسا نہ ہو جو ان سے آگے نکل سکے۔ اس لیئے اس موٹو MOTTO کے پیش نظر خانہ کعبہ کا بطور قبلہ ہونا ضروری تھا اور وہ اس لئے ہے کہ خانہ کعبہ کے ساتھ ماضی، حال، مستقبل کی تمام صداقتیں وابستہ ہیں اور یہ گھر ان سب کا بطور علم ایک نشان ہے یہ ایک ایسی صداقت ہے جس کا کوئی عقلمند بشرطیکہ متعصب نہ ہو انکار نہیں کر سکتا۔

خانہ کعبہ کو سمت عبادت مقرر کرنے کے لئے ایک دلیل یہ بھی دی گئی ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں کی نماز میں یہ دعا کی جاتی ہے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ لہذا ان کی دعا کی قبولیت کا تقاضا تھا کہ خانہ کعبہ کو سمت عبادت مقرر کیا جائے۔ کیونکہ خانہ کعبہ ہی تمام اعلےٰ اقدار کا حامل اور علم ہونے کی وجہ سے اور ہدایت کا منبع ہونے کی وجہ سے صراط مستقیم کی نشان دہی کرتا ہے اور اس مضمون کو سَیَقُوْلُ السُّفَھَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰھُمْ عَنْ قِبْلَتِھِمُ الَّتِیْ کَانُوْا عَلَیْھَا ط قُلْ لِّلّٰہِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ

يَهْدِيْ مَنْ يَشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

میں بیان کیا گیا ہے۔

خود محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خانہ کعبہ کی طرف رخ کرنا بھی خانہ کعبہ کی فضیلت ہے۔ آپ خیر البشر اور افضل الرسل ہیں۔ بندے اور خدا تعالیٰ کے تعلق کا ایک واحد ذریعہ ہیں لہٰذا آپ کا اور آپ کی اتباع میں آپ کی امت کا اس کی طرف رخ کرنا اس سمت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔

خانہ کعبہ کی عظمت

خانہ کعبہ کی یہ عظمت اور شان تھی جس کی وجہ سے ابرہہ کے خونخوار لشکر کو ابابیل پرندوں کے ذریعے خدائے ذوالانتقام نے ملیا میٹ کر دیا اور جس کا ذکر قرآن شریف میں سورۃ الفیل میں کیا گیا ہے۔ دنیا والے اپنے قومی اور ملکی اور ملی جھنڈوں کی حفاظت کرتے اور بڑی بڑی قربانیاں دیتے ہیں لیکن خانہ کعبہ جو خدائے برحق کا گھر ہے اور قرآن کریم میں اکثر جگہ جہاں خانہ کعبہ کا ذکر آیا ہے دینی اور دنیاوی دونوں برکات کا ذکر ہے جیسا کہ سورۃ القریش کی آیت فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ اور ان صداقتوں کا علم ہے جو خدائے ذوالعرش الحمید کی طرف سے آئی ہیں لہٰذا اس کی حفاظت خدا کے ملائکہ کرتے ہیں اور جب بھی ابرہہ اور اس کے ساتھی اس کو مٹانا

چاہیں گے وہی آسمانی ذ بیں جنھوں نے ابرہہ کو تباہ کیا تھا ان کو بھی تباہ کریں گی۔ انشاءاللہ

مساجد بھی بیوت اللہ ہیں

خانہ کعبہ خاص خدا کا گھر ہے اور اس کی خاص حکمت سے بنایا گیا ہے مساجد بھی محاذات کعبہ میں داخل ہیں اور اللہ ہی کا گھر ہیں کیونکہ بعض احادیث میں مساجد کو بھی بیت اللہ کہا گیا ہے جیسا کہ کنز العمال میں ایک حدیث درج ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :۔ المساجد بیوت اللہ وقد ضمن اللہ لمن کانت المساجد بیته بالروح والراحة والجواز علی الصراط الی الجنة

ترجمہ :۔

مسجدیں خانۂ خدا ہیں اور یہ جس کا گھر ہے اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے مہربانی ۔ آرام اور پلصراط سے گزار کر جنت میں پہنچانے کی ذمہ داری لی ہے۔

لیکن وہ خانہ کعبہ کے اظلال ہیں اصل پاور ہاؤس اور خدائے ذوالعرش المجید کی تجلیات کا پہلا اور سب سے اعلےٰ اور بڑا گھر خانہ کعبہ ہی ہے تمام روشنی کی تاریں اسی پاور ہاؤس سے نکلتی اور مساجد اور دیگر عبادت خانوں کی روشنی کا موجب ہیں بشرطیکہ کوئی اس پاور ہاؤس سے ملانے والی تاروں کو خود ہی کاٹ نہ ڈالے۔ اس نقطہ نظر سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ روئے زمین کی تمام مسجدیں بجلی کے قمقموں کی طرح ہیں

اور ان تمام کا منبع اور سر چشمہ کعبتہ اللہ ہے اور کعبۃ اللہ روئے زمین پر تجلیات الٰہیہ اور عرش عظیم کے انوار کا مرکز ہے۔

مساجد کی حقیقی رُوح

خدا تعالیٰ کے انبیاء صدیقوں اور شہدا اور صالحین کی جماعتیں بھی خانہ کعبہ اور ان کے اظلال کا حکم رکھتی ہیں بلکہ اینٹوں اور مٹی کے بنے ہوئے ان گھروں کی رو حیں ہیں - دوسرے الفاظ میں علمبردار ہیں ان صداقتوں کا جن کا یہ گھر اپنے اصل اور اپنے اظلال کے لحاظ سے نشان ہیں علم تعبیر الرویا کے لحاظ سے بھی مساجد سے مراد انبیاء کی جماعتیں ہوتی ہیں اور انبیاء اور ان کے کامل اظلال خود بیت اللہ ہوتے ہیں وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّی میں بھی اس طرف اشارہ ہے۔ اگر خانہ کعبہ اور اس کے محاذات یعنی مساجد کو بر قرار رکھنا چاہتے ہو تو ان کی امامت کی اقدار کو زندہ رکھو اور جب امام نبوّت نہ ہو تو امام خلافت کو قائم کر لیا کرو۔

اس صداقت کو امام زماں حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں،

" علوم اور معارف بھی کمالی طرز میں داخل ہیں اور قرآن شریف کی آیت " لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ "......... میں وعدہ تھا کہ یہ علوم اور معارف مسیح موعود کو اکمل طور پر دیئے جائیں گے کیونکہ تمام دینوں پر غالب ہونے کا ذریعہ

علوم حقہ اور معارف صادقہ اور دلائل بیّنہ اور آیات قاہرہ ہیں۔
اور غلبہ دین کا انہیں پر موقوف ہے اسی کی طرف اشارہ ہے کہ جو
کہا گیا کہ ان دنوں میں بیت اللہ کے نیچے سے ایک بڑا خزانہ نکلے گا۔
یعنی بیت اللہ کے لئے جو خدا کو غیرت ہے تقاضا کرے گی جو بیت اللہ
سے روحانی معارف اور آسمانی خزائن ظاہر ہوں۔ یعنی جب مخالفوں
کے ظالمانہ حملے بیت اللہ کی عزت کا انہدام چاہیں گے تو اس انہدام
کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے نیچے سے ایک بھاری خزانہ نکل آئے گا جو
معارف کا خزانہ ہوگا اور یہ بیت اللہ پر موقوف نہیں بلکہ قرآن کے
ہر ایک ایسے فقرہ کے نیچے ایک خزانہ ہے جس کو کافروں کے ہاتھ مخالفانہ
حربہ سے منہدم کرکے جھوٹ کے رنگ میں دکھلانا چاہتے ہیں۔ کوئی
مسلمان نہ بیت اللہ کو گرائے گا اور نہ قرآنی عمارت کو گرانا چاہے
گا بلکہ حدیث کے مضمون کے موافق کافر لوگ اس عمارت کو گرا رہے
ہیں اور اس کے نیچے سے خزانے نکل رہے ہیں۔ میں کافر کو بھی اس
وجہ سے دوست رکھتا ہوں کہ ان کے ذریعہ سے بیت اللہ اور
کتاب اللہ کے پوشیدہ خزانے ہمیں مل رہے ہیں اور ان معنوں کو
قائم رکھ کر ایک اور معنے بھی اسی جگہ ہیں اور وہ یہ ہے کہ خدا نے
اپنے الہامات میں میرا نام بیت اللہ بھی رکھا ہے۔ یہ اس بات کی طرف

اشارہ ہے کہ جس قدر اس بیت اللہ کو مخالف گرانا چاہیں گے اس میں سے معارف اور آسمانی نشانوں کے خزانے نکلیں گے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک ایذا کے وقت ضرور ایک خزانہ نکلتا ہے اور اس بارے میں الہام یہ ہے۔ یکے پائے من مے بوسید و من مے گفتم کہ حجرِ اسود منم" منہ

اربعین ۴ ص۴۴۵ از تحفہ گولڑویہ)

صحابہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مساجد کی زندگی کے لئے بمنزلہ روح اور ان کے مقاصد کے علمبردار تھے

صحابہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ مساجد کی روح ہیں اور ان کی زندگی اور آبادی کا موجب۔ چنانچہ اسی مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"غرض صحابہ نے وہ سب کام کر کے دکھائے جو مسجد سے مقصود ہوتے ہیں۔ وہ عبادت کے محافظ تھے۔ وہ عابدوں کے جمع کرنے والے تھے۔ وہ شر سے بچانے والے تھے۔ وہ امن کو قائم کرنے والے تھے

وہ امامت کو زندہ رکھنے والے تھے! وہ مسافروں کے لئے ملجا ر وہ متوطنوں کے لئے ہادی۔ وہ واقفین زندگی کے لئے جائے پناہ تھے۔ ان کے مقابل یہ شاہی مسجد اور مکہ مسجد اور جامع مسجد اور موتی مسجد بھلا کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ اس روحانی مسجد نے ایک گھنٹہ میں جو ذکرِ الٰہی کا نمونہ دکھایا وہ ان سب مساجد میں صدیوں میں بھی ظاہر نہ ہوا۔ مگر افسوس کہ لوگ ان پتھر اور اینٹ کی مسجدوں کو دیکھتے اور ان کے بنانے والوں کی ہمت پر واہ واہ کرتے ہیں لیکن قرآن حدیث اور تاریخ کے صفحات پر سے اس عظیم الشان مسجد کو نہیں دیکھتے جس کا بنانے والا دنیا کا سب سے بڑا انجینئر محمدؐ نامی تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) اور جس مسجد کی بنا سرخ و سفید پتھروں سے نہیں بلکہ مقدس سینوں میں ٹنگے ہوئے پاکیزہ موتیوں سے تھی۔ یہی وہ مسجد ہے جس کو دیکھ کر ہر عقلمند اور شریف انسان جس کے اندر جذبات شکر اور احسان مندی پائے جاتے ہوں بے اختیار کہہ اٹھتا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

(سیر روحانی صفحہ ۱۹۵)

یہ عظمت ہے اس گھر کی جس کی وجہ سے ہر سال لاکھوں حاجیوں کا قافلہ دنیا کے کونے کونے سے سوئے حرم بصد شوق و رغبت لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ کہتا ہوا (ارض حرم) میں داخل ہوتا ہے۔

ترجمہ

میں حاضر ہوں۔ میرے اللہ میں حاضر ہوں۔ ہاں میں حاضر ہوں۔
تیرا کوئی شریک نہیں اے میرے اللہ میں حاضر ہوں۔ سب تعریفیں
اور سب نعمتیں تیری ہی ہیں، اور بادشاہت بھی تیری ہی ہے۔ کسی
صفت میں تیرا کوئی شریک نہیں۔

اور یہی الفاظ دہراتا ہوا اور مسنون دعائیں پڑھتا ہوا خانۂ کعبہ کا سات دفعہ طواف کرتا ہے اور دوسرے مناسک ادا کرتا ہے جو تصویری زبان میں ان صداقتوں کا اظہار کرتے ہیں جن میں انسان کی بہبودی اور ترقی اور خوشحالی مضمر ہے۔

اور مساجد میں ہر روز پانچ وقت اذان کی آواز اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کی منادی بھی الٰہی اقدار کی طرف بلاتی ہے جن کا کہ خانۂ کعبہ نشان ہے اور اسی عظمت کا ذکر اسلام کی نشأۃِ ثانیہ کے جلیل القدر پہلوان جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد رضی اللہ عنہ نے اپنی ایک سالانہ جلسہ کی تقریر میں فرمایا:۔

خدائی نوبت خانہ

"یہی بات حی علی الفلاح میں بیان کی گئی ہے کہ دنیا کی ساری کامیابی تمہیں یہاں آنے سے ہی حاصل ہو گی۔ تم سب جگہ دھتکارے جا سکتے ہو۔ تم سب جگہ حقیر سمجھے جا سکتے ہو مگر میرے رب کی عبادت اور غلامی ہر مقصد و مدعا میں انسان کو کامیاب بنا دیتی ہے جو اس کے ہو جاتے ہیں ان پر کوئی ہاتھ نہیں ڈال سکتا۔ جو اس کے غلاموں پر ہاتھ ڈالے خواہ ساری دنیا کا بادشاہ کیوں نہ ہو اس کے ہاتھ شل کر دیئے جاتے ہیں اس کی رگِ جان کاٹ دی جاتی ہے اسے ذلیل و رسوا کر دیا جاتا ہے کیونکہ خدا کے غلام دنیا کے بادشاہوں سے زیادہ معزز ہیں اور ان کے محافظ فرشتے ہوتے ہیں جو دنیاوی سپاہیوں سے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں ..... دیکھو مسلمانوں نے سچے دل سے یہ نوبت بجائی تھی پھر کس طرح وہ مدینہ سے نکل کر ساری دنیا میں پھیل گئے۔ دنیا میں اس وقت صرف دو ہی حقیقی حکومتیں تھیں ایک قیصر کی حکومت تھی جو مغرب پر حاکم تھی اور ایک کسریٰ کی حکومت تھی جو مشرق کی مالک تھی۔ مگر اس نوبت خانہ میں جو بظاہر اتنا حقیر تھا کہ کھجور کی ٹہنیوں سے اس کی چھت بنائی گئی تھی۔ پانی برستا تھا تو زمین گیلی ہو جاتی تھی۔ اور اُس کی نوبت بجانے والے جب اس میں جا کر اپنے آقا کے سامنے جھکتے تھے تو ان کے گھٹنے کیچڑ سے بھر جاتے تھے۔ اور ان کے ماتھے مٹی سے

بھر جاتے تھے۔ یہ لوگ تھے جو قیصر و کسریٰ کی حکومت کو تباہ کرنے آئے تھے

...... غرض اس نوبت خانہ میں اس اعلان کی دیر تھی کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

دنیا میں اب خدا کی بادشاہت کے سوا ہم کسی کو نہیں چھوڑیں گے۔ ایک بہت

بڑا انقلاب رونما ہوگا۔ خدا کی بادشاہت آسمان سے زمین پر آگئی اور

ظلم اور جور کی دنیا عدل و انصاف سے بھر گئی۔..........

جس وقت اس نوبت خانہ سے نوبت بجی اس وقت کہا گیا کہ دنیا میں خدا کی

حکومت قائم کی جائے گی۔ دیکھ لینا کہ اِذَا ھَلَکَ قَیْصَرُ فَلَا قَیْصَرَ بَعْدَہٗ

دنیا میں ایک طرف مغرب میں قیصر حاکم ہے لیکن قیصر ہلاک کیا جائے گا اس

کے بعد کوئی قیصر کھڑا نہیں ہوگا۔ بس خدا کی حکومت وہاں ہوگی۔ دوسری

طرف مشرق میں کسریٰ کی حکومت ہے۔ کسریٰ کو تباہ کیا جائے گا اور اس کے

بعد کوئی کسریٰ نہیں کھڑا ہوگا۔ اس کی جگہ بھی خدا کی بادشاہت قائم ہو

گی۔ اور مشرق و مغرب میں میرے ماننے والوں میرے مریدوں اور میرے شاگردوں

کے ذریعے سے آسمانی بادشاہت زمین پر آکر قائم ہوگی۔

غرض اس نوبت خانے سے جو یہ نوبت بجی، یہ کیا شاندار نوبت ہے پھر

کیسی معقول نوبت ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرْ، اَللّٰہُ اَکْبَرْ اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ

اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ

کیا معقول باتیں ہیں۔ کیسی سمجھ دار آدمیوں کی باتیں ہیں . . . مگر افسوس کہ اس نوبت خانہ کو آخر مسلمانوں نے خاموش کر دیا ۔ یہ نوبت خانہ حکومت کی آواز کی جگہ چند مرثیہ خوانوں کی آواز بن کر رہ گیا اور اس نوبت خانہ کے بجنے پر جو سپاہی جمع ہوا کرتے تھے وہ کروڑوں سے دسیوں پر آگئے اور ان میں سے بھی ننانوے فیصد صرف رسماً اٹھک بیٹھک کر کے چلے جاتے ہیں ۔ تب اس نوبت خانہ کی آواز کا رعب جاتا رہا ۔ اسلام کا سایہ کھچنے لگ گیا خدا کی حکومت پھر آسمان پر چلی گئی اور حکومت پھر شیطان کے قبضہ میں آگئی ۔

اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے تم کو، ہاں تم کو، ہاں تم کو خدا تعالےٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تاکہ تمہاری درد ناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید

کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آ جائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہو جائے۔ اسی غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کے لئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔ سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہو جاؤ۔ محمد رسول اللہ کا تخت آج مسیحؑ نے چھینا ہوا ہے تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے میری آواز نہیں ہے۔ میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں تم میری مانو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو خدا تمہارے ساتھ ہو۔ اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔"

سیر روحانی جلد سوئم صفحہ ۲۸۶ - ۲۸۷

خانہ کعبہ اور مساجد حقوق العباد کے سب سے بڑے علمبردار ہیں

مندرجہ بالا سارے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ خانۂ کعبہ اور اس کے تمام اظلال بمع مساجد حقوق اللہ اور حقوق العباد کے علم ہیں نیز وہ قلعے ہیں جن کی وساطت سے حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا ہوتے ہیں۔ یہ منشور ہیں ہر مذہب کے لئے کہ تمام فیوض کا سرچشمہ خدا تعالیٰ کی ذات یگانہ ہے اور منشور ہیں اس بات کے لئے کہ خدا تعالیٰ کی ذات پہ ایمان ثابت نہیں ہو سکتا جب تک اس کی مخلوق کے حقوق نہ دیئے جائیں۔ اور اسی مضمون کو سورۃ قریش کے بعد سورۃ ماعون میں بیان کیا گیا ہے۔

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

سورۃ الماعون ۱ تا ۸

ترجمہ۔

(اے مخاطب) کیا تو نے اس شخص کو پہچانا جو دین کو جھٹلاتا ہے وہی تو ہے جو یتیم کو دھتکارا کرتا تھا اور وہ مسکین کو کھانا کھلانے

کے لیے (لوگوں کو کبھی) ترغیب نہیں دیتا تھا اور ان نمازیوں کے لئے بھی ہلاکت ہے جو اپنی نمازوں سے غافل رہتے ہیں (اور) جو لوگ صرف دکھاوے سے کام لیتے ہیں اور وہ اپنے گھر کے معمولی سامان تک دینے سے (اپنے نفسوں کو اور دوسروں کو) روکتے رہتے ہیں۔ سورۃ الماعون آیت ۱ تا ۸

سورۃ قریش میں ربِ البیت کی عبادت کی تاکید کی تھی اور یہ بتایا گیا تھا کہ صرف وہی ذاتِ یگانہ ہے جو انسان کی بھوک کو دور کرتا اور اس کے لئے امن کے سامان کرتا ہے اور اس کے بعد دوسری صورت میں یہ بیان ہے کہ بظاہر مذہب کے علمبردار ہونے کا دعوےٰ کرنے والے دراصل دین اور مذہب کے مکذّب ہیں اس لئے کہ وہ حقوق العباد کو ادا نہیں کرتے۔ ان کی نمازیں ان کے لئے لعنت کا موجب ہیں کیونکہ نمازوں کی اصل روح ان میں نہیں ہے۔ اگر اصل روح ان میں ہوتی تو وہ خلقِ خدا کو ماعون سے محروم نہ کرتے۔ اور ماعون ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو نفع رساں اور فائدہ مند ہو۔ اس طرح اس کے حقیقی معنی اطاعت اور فرمانبرداری کے بھی ہیں اس کے علاوہ المعروف یعنی نیکی اور احسان کے بھی۔ اسی طرح روزمرہ کی استعمال کی چیزوں کو بھی ماعون کہتے ہیں۔

آج کی دنیا میں اشتراکی اور لا مذہب اس بات کے مدعی ہیں کہ مذہب نے حقوق العباد کو دنیا سے مٹایا لیکن قرآن کا دعویٰ یہ ہے کہ حقوق العباد کا تصور ہی مذہب نے دیا ہے اور دنیا کا سب سے بڑا گھر ان حقوق کا علمبردار ہے۔ اور ابتدائے آفرینش سے جب سے دنیا تمدنی اور تہذیبی دور میں داخل ہوئی۔ مغربی فلسفہ کہتا ہے۔ مذہب تمام فسادات کی جڑ ہے لیکن قرآن کہتا ہے کہ مذہب کا انکار اور

اس کا انحراف ہی دراصل تمام فساد کی جڑ ہے۔ پس آج کے انسان کو ضرورت ہے کہ مذہب کی روح کو سمجھے اور اسے اپنے اندر قائم کرے۔

اس دنیا میں ہر چیز اپنی روح کے ساتھ زندہ ہے۔ مذہب کی روح تقویٰ ہے اور جس مذہب میں سے یہ روح چلی جاتی ہے وہ مذہب مردہ ہو جاتا ہے اور وہ انسان روحانی لحاظ سے مردہ ہو جاتا ہے جس میں تقویٰ کی روح مفقود ہو جاتی ہے۔

تقویٰ کی روح کو قائم کرنے کے لیے قرآن کریم نے صحبتِ صالحین، تعلیم و تربیت، دعا اور گریہ و زاری کو ذریعہ قرار دیا ہے۔ اور جب دنیا میں ایسا ہوتا ہے کہ صالحین کی جماعت ہی ختم ہو جاتی ہے اور کوئی چراغ ایسا نہیں رہتا جو دوسرے کو روشن کر سکے، تب ایسے وقت میں خدا تعالےٰ خود آسمان سے مزمی صفت انسان پیدا کرتا ہے اور انہی کے اندر نفخ روح کر کے جیسے بنا دیتا ہے اور یہ لوگ پھر دنیا میں عام طور پر انسانوں کے اندر اپنے انفاس قدسیہ اور آیات البینات سے تقویٰ کی روح پیدا کر دیتے ہیں۔

آدم اوّل کی بعثتِ ثانی

اس زمانہ میں بھی تقویٰ کا لباس شیطان نے بنی نوع انسان سے چھین لیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے پھر سے آدم اول کے رنگ میں اس دنیا کے ششم

ہزار کے آخر پر ایک اور آدم کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور پیروی میں مہدی موعود کو اور مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے جو کہ عین وقت پر قرآن اور حدیث سابقہ کتب مقدسہ کی بیان کردہ علامات کے مطابق اپنے وقت پر ظاہر ہوا اور وہ تمام قسم کے شواہد اندرونی اور بیرونی اور زمینی اور آسمانی اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور اس کا دعویٰ ہے کہ جس طرح آدم اول کے بعد دنیا وحدت سے افتراق کی طرف چلی گئی اور بنی نوع انسان مختلف قوموں اور مذاہب میں بٹ گئے۔ اب مقدر ہے کہ اس آدم آخر ششم ہزار کے زمانہ میں تمام قوموں اور مذاہب کو وحدت۔ اخوت اور محبت میں پھر سے منسلک کیا جائے اور ایک نئی زمین ہو اور نیا آسمان۔ نیا نظام اور نیا انسان ہو جو اپنا پرانا شیطانی چولہ اتار کر نیا چولا تقویٰ کا پہن لے۔ چنانچہ اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۲۴۵ تا ۲۴۶ فرماتے ہیں:-

"اور دوسری دلیل زمانہ کے آخری ہونے پر یہ ہے کہ قرآن شریف کی سورۂ عصر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا یہ زمانہ حضرت آدم علیہ السلام سے ہزار ششم پر واقع ہے یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے یہ چھٹا ہزار جاتا ہے اور ایسا ہی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آدم سے لیکر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے لہذا آخر ہزار ششم وہ آخری حصہ اس دنیا کا ہوا جس سے ہر

ایک جسمانی اور روحانی تکمیل وابستہ ہے کیونکہ خدائی کارخانہ قدرت میں چھٹے دن اور چھٹے ہزار کو الٰہی فعل کی تکمیل کے لئے قدیم سے مقرر فرمایا گیا ہے۔ مثلاً حضرت آدم علیہ السلام چھٹے دن میں یعنی بروز جمعہ دن کے اخیر حصہ میں پیدا ہوئے یعنی آپ کے وجود کا تمام و کمال پیرایہ چھٹے دن ظاہر ہوا۔ گو خمیر آدم کا آہستہ آہستہ تیار ہو رہا تھا اور تمام جمادی و نباتاتی حیوانی پیدائشوں کے ساتھ بھی شریک تھا۔ لیکن کمال خلقت کا دن چھٹا دن تھا اور قرآن شریف بھی گو آہستہ آہستہ پہلے سے نازل ہو رہا تھا مگر اس کا کامل وجود بھی چھٹے دن ہی بروز جمعہ اپنے کمال کو پہنچا اور آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ نازل ہوئی اور انسانی نطفہ بھی اپنے تغیرات کے چھٹے مرتبہ ہی خلقت بشری سے پورا حصہ پاتا ہے جس کی طرف آیت ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا میں اشارہ ہے اور مراتب ستہ یہ ہیں۔ ۱۔ نطفہ ۲۔ علقہ۔ ۳۔ مضغہ۔ ۴۔ عظام۔ ۵۔ لحم محیط العظام۔ ۶۔ خلق آخر۔ اس قانون قدرت سے جو روز ششم اور مرتبہ ششم کی نسبت معلوم ہو چکا ہے ماننا پڑتا ہے کہ دنیا کی عمر کا ہزار ششم بھی یعنی اس کا آخری حصہ بھی جس میں ہم ہیں کسی آدم کے پیدا ہونے کا وقت اور کسی دینی تکمیل کے ظہور کا زمانہ ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ

کا یہ الہام کہ اردت ان استخلف فخلقت ادم اور یہ الہام کہ لیظھرہ علی الدین کلہ ــــ اس پر دلالت کرتا ہے اور یاد رہے کہ اگرچہ قرآن شریف کے ظاہر الفاظ میں عمر دنیا کی نسبت کچھ ذکر نہیں لیکن قرآن شریف میں بہت سے ایسے اشارات بھرے پڑے ہیں جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ عمر دنیا یعنی دور آدم کا زمانہ سات ہزار سال ہے۔ چنانچہ منجملہ ان اشارات قرآنی کے ایک یہ بھی ہے کہ خدا تعالےٰ نے مجھے ایک کشف کے ذریعے اطلاع دی ہے کہ سورۃ العصر کے اعداد سے بحساب ابجد معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک عصر تک جو عہد نبوت ہے یعنی تیئیس برس کا تمام و کمال زمانہ۔ یہ کل مدت گزشتہ زمانہ کے ساتھ ملا کر ۴۷۳۹ ابتدائے دنیا سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روز وفات تک قمری حساب سے ہیں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الف خامس میں جو مریخ کی طرف منسوب ہے مبعوث ہوئے ہیں اور شمسی حساب سے یہ مدت ۴۵۹۸ ہوتی ہے اور عیسائیوں کے حساب سے جس پر تمام مدار بائبل کا رکھا گیا ہے ۴۶۳۶ برس ہیں۔ یعنی حضرت آدم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے آخر زمانہ تک

۶۳۰۴ برس ہوتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ قرآنی حساب جو سورۃ العصر کے اعداد سے معلوم ہوتا ہے اور عیسائیوں کی بائبل کے حساب میں جس کی رُو سے بائبل کے حاشیہ پر جابجا تاریخیں لکھتے ہیں صرف اٹھتیس برس کا فرق ہے اور یہ قرآن شریف کے علمی معجزات میں سے ایک عظیم الشان معجزہ ہے جس پر تمام افرادِ اُمت محمدیہ میں سے خاص مجھ کو جو میں مہدی آخرالزمان ہوں اطلاع دی گئی ہے تاکہ قرآن کا علمی معجزہ اور نیز اس سے اپنے دعوے کا ثبوت لوگوں پر ظاہر کروں اور ان دونوں حسابوں کی رُو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ جس کی خدا تعالےٰ نے سورۃ والعصر میں قسم کھائی الف خامس ہے یعنی ہزار پنجم جو مریخ کے اثر کے ماتحت ہے اور یہی سِر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان مفسدین کے قتل اور خونریزی کے لئے حکم فرمایا گیا جنھوں نے مسلمانوں کو قتل کیا اور قتل کرنا چاہا اور ان کے استیصال کے درپے ہوئے اور یہی خدا تعالےٰ کا حکم اور اذن سے مریخ کا اثر ہے۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعث اول کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلّی تھا یعنی یہ بعث اوّل جلالی نشان ظاہر کرنے کے لئے تھا مگر بعث دوم جس کی طرف آیت کریمہ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ :

میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے جیسا کہ آیت
وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَد اسی طرف اشارہ کر رہی
ہے اور اس آیت کے یہی معنے ہیں کہ مہدی معہود جس کا نام آسمان پر
مجازی طور پر احمد ہے جب مبعوث ہوگا تو اس وقت وہ نبی کریم
جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے اس مجازی احمد کے پیرایہ
میں ہو کر اپنی جمالی تجلی ظاہر فرمائے گا۔ یہی وہ بات ہے جو اس
سے پہلے میں نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھی تھی یعنی یہ کہ میں اسم
احمد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک ہوں اور اس پر نادان
مولویوں نے جیسا کہ ان کی ہمیشہ سے عادت ہے شور مچایا تھا۔ حالانکہ
اگر اس سے انکار کیا جائے تو تمام سلسلہ اس پیشگوئی کا زیر و زبر ہو
جاتا ہے بلکہ قرآن شریف کی تکذیب لازم آتی ہے جو نعوذ باللہ کفر
تک نوبت پہنچاتی ہے۔ لہذا جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکام
الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو بعث ہیں۔ ۱۔ ایک بعث
محمدی جو جلالی رنگ میں ہے جو ستارہ مریخ کی تاثیر کے نیچے ہے
جس کی نسبت بحوالہ توریت قرآن شریف میں یہ آیت ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ
اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ

۲- دوسرا بعث احمدی جو جمالی رنگ میں ہے جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ انجیل قرآن شریف میں یہ آیت ہے ومبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد .اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو باعتبار اپنی ذات اور اپنے تمام سلسلہ خلفاء کے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک ظاہر اور کھلی مماثلت ہے اس لئے خدا تعالے نے بلا واسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ کے رنگ میں مبعوث فرمایا۔ لیکن چونکہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عیسےٰ سے ایک مخفی اور باریک مماثلت تھی اس لئے خدا تعالے نے ایک بروز کے آئینہ میں اس پوشیدہ مماثلت کا کامل طور پر رنگ دکھلا دیا۔ پس درحقیقت مہدی اور مسیح ہونے کے دونوں جوہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود تھے۔ خدا تعالے سے کامل ہدایت پانے کی وجہ سے جس میں کسی استاد کا انسانوں میں سے احسان نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کامل مہدی تھے جس نے خدا سے علم پاکر بنی اسرائیل کے لئے شریعت کی بنیاد ڈالی۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وجہ سے بھی مہدی تھے کہ اللہ تعالے نے تمام کامیابیوں کی راہیں آپ پر کھول دیں اور جو لوگ مخالفوں میں سے سنگ راہ تھے

ان کا استیصال کیا اور ان معنوں کی رو سے بھی آپ سے دوسرے
درجہ پر حضرت موسیٰ بھی مہدی تھے کیونکہ خدا نے حضرت موسیٰ کے
ہاتھ پر بنی اسرائیل کی راہ کھول دی اور فرعون وغیرہ دشمنوں سے
ان کو نجات دے کر مقصود تک پہنچایا اس لئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور موسیٰ کے مہدی ہونے میں دونوں معنوں کی رو سے
مماثلت تھی یعنی ان دونوں پاک نبیوں کے لئے کامیابی کی راہ
بھی دشمنوں کے استیصال سے کھولی گئی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت
کی تمام راہیں سمجھائی گئیں اور قرون اولیٰ کو کالعدم کر کے دونوں
شریعتوں کی نئی بنیاد ڈالی گئی اور نئے سرے سے تمام عمارت
بنائی گئی لیکن کامل اور حقیقی مہدی دنیا میں صرف ایک ہی
آیا ہے جس نے بغیر اپنے رب کے کسی استاد سے ایک حرف
نہیں پڑھا۔ مگر بہرحال چونکہ قرون اولیٰ کے ہلاک کے بعد
جن کا مفصل علم ہمیں نہیں دیا گیا۔ شریعت کی بنیاد ڈالنے والا
اور خدا سے علم پاکر ہدایت یافتہ موسیٰ تھا جس نے حتی الوسع
غیر معبودوں کا نقش مٹا دیا اور دین پر حملہ کرنے والوں کو
ہلاک کیا اور اپنی قوم کو امن بخشا۔ اس لئے حضرت محمد مصطفےٰ
صلی اللہ علیہ وسلم کو موسیٰ کی نسبت ہر ایک پہلو سے مہدی کا

ہے۔ لیکن وہ موسیٰ کی زمانی سبقت کی وجہ سے موسیٰ کا مثیل کہلاتا ہے۔ کیونکہ جس طرح حضرت موسیٰ نے مخالفین کو ہلاک کر کے اور خدا سے ہدایت پاکر ایک بھاری شریعت کی بنیاد ڈالی اور خدا نے موسیٰ کی راہ کو ایسا صاف کیا کہ کوئی اس کے مقابل نہ ٹھہر سکا اور نیز ایک لمبا سلسلہ خلفاء کا اس کو عطا کیا۔ یہی رنگ اور یہی صورت اور اسی سلسلہ کے مشابہ سلسلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا۔ پس موسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک مماثلت عظمیٰ ہے اور اس مماثلت میں عجیب تر بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس وقت نئی شریعت ملی جبکہ پہلی شریعت یہود کی بباعث طرح طرح کی ملونی کے جو اُن کے عقائد میں داخل ہو گئی اور نیز بباعث تحریف تبدیل کے بکلّی تباہ ہو چکی تھی۔ اور توحید اور خدا پرستی کی جگہ شرک اور دنیا پرستی نے لے لی تھی۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ سے کھُلی کھُلی مماثلت ہے۔ اور دونوں نبی یعنی سیّدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰؑ دونوں معنوں کی رُو سے مہدی ہیں یعنی اِس رُو سے بھی مہدی کہ خدا سے ان کو نئی شریعت ملی اور نئی ہدایت عطا کی گئی اس وقت میں جب کہ پہلی ہدایتیں اپنی اصلیّت پر

باقی نہیں رہی تھیں اور اس رُو سے بھی مہدی ہیں کہ خدا نے دشمنوں کا قلع قمع کر کے کامیابی کی راہوں کی ان کو ہدایت کی اور فتح اور اقبال کی راہیں اُن پر کھول دیں۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عیسیٰ سے بھی دو مشابہتیں رکھتے ہیں۔

(۱) ایک یہ کہ وہ مسیح کی طرح مکہ میں مخالفوں کے حملوں سے بچائے گئے اور مخالف قتل کے ارادہ میں ناکام رہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ آپ کی زندگی زاہدانہ تھی اور آپ بکلی خدا کی طرف منقطع تھے اور آپ کی تمام خوشی اور قرۃ عین صلوات اور عبادت میں تھی۔ اور ان دونوں صفات کی وجہ سے آپ کا نام احمد تھا یعنی خدا کا سچا پرستار اور اس کے فضل وکرم اور رحم کا شکر گذار اور یہ نام اپنی حقیقت کی رُو سے یسوع کے نام کا مترادف ہے۔ اور اس کے یہی معنی ہیں کہ دشمنوں کے حملہ سے اور نیز نفس کے حملہ سے نجات دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّی زندگی حضرت عیسےٰ سے مشابہت رکھتی ہے اور مدنی زندگی حضرت موسیٰ سے مشابہ ہے اور چونکہ تکمیل ہدایت کے لئے آپ نے دو رنگ میں ظہور فرمایا تھا ایک بروز موسوی اور دوسرے بروز عیسوی اور اسی غرض کے لئے ان دونوں ہدایت کی پابندی

اس کے موقع اور محل پر واجب ٹھہرائی گئی اور اس طرح یہ ہدایت الٰہی اپنے کمالِ تام کو پہنچی۔ اس لئے تکمیل ہدایت کے بعد جو بلا واسطہ کسی بروز کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نفسِ نفیس سے ظہور میں آئی تکمیل اشاعت ہدایت کی ضرورت تھی اور وہ ایسے ایک زمانہ پر موقوف تھی جس میں تمام وسائل اشاعت احسن اور اکمل طور پر میسر ہوں۔ پس تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دو بروزوں کی حاجت پڑی۔ (۱) بروز محمدؐ موسوی (۲)، بروز احمدؐی عیسوی۔ بروز محمدی موسوی کے لحاظ سے مظہر حقیقت محمدؐیہ کا نام مہدی رکھا گیا اور اہلاک مللِ باطلہ کے لئے سیف کے قلم سے کام لیا گیا کیونکہ جب انسانوں نے اپنے طریق کو بدلا اور تلوار کے ساتھ حق کا مقابلہ نہ کیا تو خدا نے بھی اپنا طریق بدلا اور تلوار کا کام قلم سے لیا۔ کیونکہ خدا اپنے حرکات میں انسان کے قدم بقدم چلتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ ؛ اور بروز احمدی عیسوی کے لحاظ سے مظہر حقیقت احمدیہ کا نام مسیح اور عیسےٰ رکھا گیا اور جیسا کہ مسیح نے اس صلیب پر فتح پائی تھی جس کو یہودیوں نے اس کے قتل کے لئے کھڑا کیا تھا۔ اس مسیح کا کام یہ ہے کہ اس صلیب پر فتح

یاد نے کہ جو اس کے بنی نوع کے ہلاک کرنے کے لئے عیسائیوں نے گھڑی کی ہے۔ اور نیز ایک یہ بھی کام ہے کہ یہود سیرت لوگوں کے حملوں سے بچ کر ان کی اصلاح بھی کرے اور آخر دشمنوں کے تمام افتراؤں سے پاک ہو کر نیک نامی کے ساتھ خدا کی طرف اٹھایا جائے۔ جیسا کہ براہین میں میری نسبت یہ الہام ہے۔ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ ۔ اور یہ بعث محمدی جو تکمیل اشاعت کے لئے تھا جو بروز موسوی اور عیسوی کے پیرایہ میں تھا اس کے لئے بھی خدا کی حکمت نے یہی چاہا کہ چھٹے دن میں ظہور میں آوے جیسا کہ تکمیل ہدایت چھٹے دن میں ہوئی تھی۔ سو اس کام کے لئے ہزار ششم لیا گیا جو خدا کا چھٹا دن ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں جیسا کہ آدم علیہ السلام خاتم المخلوقات ہیں پس خدا تعالیٰ نے چاہا کہ جیسا کہ اس نے حضور نبوی کی مشابہت حضرت آدم سے مکمل کرنے کے لئے تکمیل ہدایت قرآنی کا چھٹا دن مقرر کیا یعنی روز جمعہ۔ اور اسی دن یہ آیت نازل ہوئی اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ

ایسا ہی تکمیلِ اشاعت کے لئے الف سادس یعنی چھٹا ہزار مقرر فرمایا جو حسب تصریح آیات قرآنی بمنزلہ روزِ ششم ہے۔ اس طرح آپ ایک جگہ فرماتے ہیں۔

"شیطان نے آدم کو مارنے کا منصوبہ کیا تھا اور اس کا استیصال چاہا تھا۔ پھر شیطان نے خدا سے مہلت چاہی اور اس کو مہلت دی گئی۔ اِلیٰ وَقْتٍ مَّعْلُوْمٍ (یعنی ایک معلوم وقت تک) بہ سبب اس مہلت کے کسی نبی نے اس کو قتل نہ کیا اور اس کے قتل کا وقت ایک ہی مقرر تھا کہ وہ مسیح موعودؑ کے ہاتھ سے قتل ہو اب تک وہ ڈاکوؤں کی طرح پھرتا رہا۔ لیکن اب اس کی ہلاکت کا وقت آگیا ہے۔ اب تک اخیار کی قلت اور اشرار کی کثرت تھی لیکن اب شیطان ہلاک ہوگا اور اخیار کی کثرت ہو گی اور اشرار چوہڑے چماروں کی طرح ذلیل بطور نمونہ کے رہ جائیں گے۔" (الحکم جلد ۵ ملا ۲۴ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۱ صلا)

آئمہ مساجد کے فرائض

خانہ کعبہ اور دنیا کے تمام معابد اس نور اور روشنی کے نشان تھے جو مذہب دنیا کو دیتا ہے۔ لیکن افسوس دنیا والوں نے ان میناروں کی روشنی کو اپنی شقاوت کی وجہ سے بجھا دیا۔ اور ظلمت اور پستی کے اتھاہ گڑھوں میں گر گئے جس کی وجہ سے بنی نوع انسان کی آپس میں محبت اور اخوت اور مساوات کی روح ختم ہوگئی اور آپس میں مختلف مذاہب اور فرقوں میں تقسیم ہو کر اس وحدت کی زنجیر کو توڑ دیا جس کے لئے وہ پیدا کئے گئے تھے۔ ظلم و جور کا دور دورہ ہوگیا۔ غربت و افلاس کی چکی میں پسنے لگے۔ اور بندوں کے حقوق جو اللہ تعالٰے نے انہیں دیئے تھے تلف ہونے لگے۔ لالچ اور حرص اور بے جا طمع نے انسان کی عقل اور خرد کو پامال کر دیا۔ علم اور عقل کی جگہ جہالت نے لے لی معابد اور مساجد ویران ہوگئیں اور دنیا سے سچی توحید گم ہوگئی۔ خدا تعالٰے نے تو حکم دیا تھا۔

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰٓى اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝ (سورۃ التوبہ ۱۸)

ترجمہ:۔ اللہ کی مسجدوں کو تو وہی آباد کرتا ہے جو اللہ اور یوم آخرت

پرایمان رکھتا ہے اور نمازوں کو قائم کرتا ہے اور زکوٰۃ دیتا ہے
اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا سو قریب ہے کہ ایسے لوگ کامیابی
کی طرف لے جائے جائیں۔

لیکن ان کی جگہ مساجد اور معابد پر وہ لوگ قابض ہو گئے جن کے دل خدا تعالےٰ
کی سچی توحید سے خالی تھے اور جن کے بارہ میں قرآن کریم نے یہ فرمایا۔

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ
عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ
وَفِى النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝ ۱۷ (سورۃ التوبہ)

ترجمہ

(ایسے) مشرکوں کو (کوئی) حق نہیں پہنچتا کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد
کریں جبکہ وہ اپنی جانوں پر (خود) کفر کی گواہی دے رہے ہیں۔ یہی
لوگ ہیں جن کے اعمال اکارت چلے گئے۔ اور وہ آگ میں ایک لمبے
عرصے تک رہتے چلے جائیں گے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ یہ مقدس مقامات جو مندرجہ بالا اقدار کے علم تھے اور ان
کی حفاظت اور انہیں قائم کرنے کے قلعے تھے ان کے مستحقین کے ہاتھوں سے
نکل گئے اور خالی ہو گئے۔ اور زمین پھر فساد اور شر سے بھر گئی۔ پس اب ضرورت
ہے بنی نوع انسان کے لئے کہ پھر سے اس میثاق کو جو انہوں نے آدم کے ذریعہ

کیا تھا یاد کریں اور اس آسمانی ہدایت کو قبول کریں جو آدم آخر ششم ہزار کے ذریعہ دی گئی ہے ۔ اور پھر سے وہ نئی زمین نئے آسمان اور نئے نظام کی تخلیق کریں جس کے لئے وہ بھیجا گیا ہے تا دنیا میں دوبارہ امن سلامتی کا دور آئے اور ساری دنیا وحدت۔ اخوت اور محبت کی سلک میں پرو دی جائے اور اس منشور کو نافذ کریں جس کا خانہ کعبہ علم ہے اور قرآن کریم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات باکمال جس کی تفسیر ہے۔ ضرورت ہے اس بات کی ہمارے تمام آئمہ مساجد اور امراء حقوق اللہ اور حقوق العباد کے نفاذ کی نگرانی کرنے والے ہوں اور چونکہ حقوق اللہ کی ادائیگی بھی حقوق العباد کے آئینہ میں ہی دیکھی جا سکتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ حقوق العباد پر زور دیں اور اس بات کی نگرانی کریں ۔ مساجد کے گرد و نواح میں کوئی مفلس اور کنگال نہ رہے اور اس کی بنیادی ضرورتیں جو مذہب نے اسے دی ہیں پوری کی جائیں ۔ظلم وجور مٹایا جائے ۔ جہالت کو دور اور علم و دانش کو قائم کیا جائے۔

اسلام میں امام الصلوٰۃ کا مقام

آئمہ مساجد کی یہ اہمیت اور عظمت تھی جس کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ انما جعل الامام لیوتم بہ (بخاری باب انما جعل الامام)
امام تو بس اس لئے بنایا گیا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے ۔

پھر فرمایا۔

لا تبادروا الامام اذا کبر فکبروا اذا قال ولا الضالین فقولوا آمین واذا رکع فارکعوا واذ قال سمع اللہ لمن حمدہ فقولو ربنا لک الحمد (مسلم باب ائتمام الماموم بالامام ج ۱ صفحہ ۱۷۷)

امام پر سبقت نہ کرو۔ جب وہ تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب وہ ولا الضالین کہے تو آمین کہو اور جب وہ رکوع کرے تو رکوع کرو۔ اور جب سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم ربنا لک الحمد کہو۔

اما یخشی الذی یرفع راسہ قبل الامام ان یحول راس حمار (مسلم باب تحریم سبق الامام الخ ج ۱ ص ۱۸۱)

جو امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے کیوں وہ اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کا سر گدھے کے سر میں تبدیل کر دیا جائے۔

ائمہ مساجد کی اس اہمیت اور عظمت کے پیش نظر فقہا اسلام نے مستحقین امامت کے لئے اعلم الناس کو اول درجہ دیا ہے۔ اس سلسلہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے تحریر فرمایا ہے۔

فقد یعرض فی الصلوٰۃ امر لا یقدر علی مراعاۃ الصلاۃ فیہ الا کامل الفقہ ولھذا قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر فی الصلاۃ علی الباقین

مع ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نص علی ان غیرہ اقواء کانہ عنی حدیث اقواکم اُبیّ (فتح الباری ج ۲ ص ۱۱۷)

نماز میں کبھی ایسی بات پیش آ جاتی ہے جس کی رعایت سوائے کامل الفقہ کے اور کسی کے بس کی بات نہیں اور یہی وجہ تھی کہ نبی کریم صلعم نے ابوبکرؓ کو بقیہ لوگوں پر نماز کے باب میں ترجیح دی باوجود اس بات کے کہ آپ نے ان کے غیر کے متعلق اقراء ہونے کی تصریح فرمائی یعنی اُبیؓ کو تلاوت قرآن کا ماہر سمجھا۔

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الامام ضامن والموذن مؤتمن اللّٰھم ارشد الائمۃ واغفر للمؤذنین۔

امام ضامن اور موذن امین ہے، اے اللہ! اماموں کو ہدایت فرما اور مؤذنوں کی مغفرت فرما۔

اس حدیث کے پیش نظر امام احمد رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔

ومن الحق الواجب علی المسلمین ان یقدموا اخیارھم واھل الدین الافضل منھم اھل العلم باللہ تعالٰے الذین یخافون اللہ

(کتاب الصلوٰۃ وما یلزمہا)

مسلمانوں پر واجب ہے کہ امام ان کو بنائیں جو ان کے سب سے بہتر اور دیندار ہوں اور افضل ترین وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا علم و یقین رکھتے ہیں اور اس کی خشیت سے ان کا سینہ معمور رہتا ہے۔

جاء الحدیث اذا امّ بالقوم رجل و خلفہ من ھو افضل منہ لم یزالوا فی سفال (کتاب الصلوٰۃ وما یلزمہا)

حدیث میں ہے کہ جس قوم کی امامت ایک ادنےٰ شخص کرتا ہے اور اس کے پیچھے اس سے افضل موجود ہوتا ہے تو ایسی قوم ہمیشہ پستی میں رہتی ہے۔

مساجد، دینوی اور اخروی فلاح کی سواریاں اور آئمہ مساجد ان کے ڈرائیور ہیں

مساجد دینوی اور اُخروی فلاح کی سواریاں ہیں اور آئمہ مساجد ان سواریوں کے ڈرائیور ہیں اور یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من بنی مسجد اللّٰہ تعالیٰ بنی اللّٰہ مثلہ بیتاً فی الجنۃ (بخاری)

ترجمہ: (جو اللہ تعالیٰ کے لئے مسجد بنائے گا اللہ اس کے لئے جنت میں اسی طرح کا گھر بنائے گا)

پس اس حدیث کی رُو سے مسجد کا بنانے والا اور اس سے صحیح مقاصد حاصل کرنے والا ویسے ہی جنت کا حق دار ہوگا جیسا کہ وہ اس دنیا میں اس مسجد کے ذریعہ جنت بناتا ہے۔

فی زمانہ ساری کوشش مساجد کو مزین کرنے میں صرف ہونے لگی ہے حالانکہ مسجد کی اصل زینت از روئے قرآن یہ ہے کہ الٰہی اقدار کو قائم کیا جائے جو بیت اللہ اور اس کے اظلال یعنی مساجد کا نظام دنیا کو دیتا ہے۔ آئمہ مساجد کی اس ذمہ داری کو قرآن کریم کی یہ آیت بھی بیان کرتی ہے۔

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْہِکَ فِی السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضٰھَا ص فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ شَطْرَہٗ ط وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ ط وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ ○ ۱۴۴ (البقرہ)

ترجمہ:۔

ہم تیری توجہ کا بار بار آسمان کی طرف پھرنا دیکھ رہے ہیں۔ اس لئے ہم تجھے ضرور اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جسے تو پسند کرتا ہے سو (اب) تو اپنا منہ مسجد حرام کی طرف پھیر لے اور (اے مسلمانو!) تم (بھی) جہاں کہیں ہو اس کی طرف اپنا منہ کیا کرو اور جن (لوگوں) کو کتاب (یعنی تورات) دی گئی ہے وہ یقیناً جانتے ہیں کہ یہ (تحویل قبلہ کا حکم) تیرے رب کی طرف سے (بھیجی ہوئی ایک) صداقت ہے اور جو کچھ یہ (لوگ) کر رہے ہیں۔ اللہ اس سے ہرگز بے خبر نہیں ہے۔

فَوَلِّ وَجْھَکَ کا واحد اور جمع کے صیغوں میں دو دفعہ کا تکرار زیر آیت میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی اتباع میں تمام آئمہ مساجد کو اس طرف متوجہ کر رہا ہے کہ اپنی نماز کا رُخ خانہ کعبہ کی طرف کرو اور اپنی

توجہ خانہ کعبہ اور اس کے اظلال کے مقاصد پورا کرنے میں صرف کرو اور نماز باجماعت کو قائم کرو تا ان مقاصد کے حصول میں آسانی ہو۔ اس آیت کے اس حصہ کی زیر تفسیر حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ——— " فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ " کہہ کر اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ امامت کے متعلق احکام صرف ایک شخص کو دینے کافی ہیں کیونکہ باقی سارے مسلمان اس کے ساتھ باجماعت نماز پڑھیں گے اور اس طرح وہ سارے کے سارے نماز میں شامل ہو جائیں گے۔ اگر کوئی کہے کہ پھر دوسری جگہ جمع کا صیغہ کیوں استعمال کیا گیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں دنیا بھر کے امام مخاطب ہیں جو ممکن ہے دس لاکھ یا دس کروڑ ہوں اور ان کی متابعت میں تمام مسلمانوں پر وہ حکم حاوی ہے۔"

تفسیر القرآن سورۃ البقرہ صفحہ ۳۱۴

مسلمانوں کو دینی اقتدار کی حفاظت کا حکم

اس مضمون کو آیت محولہ بالا کے ماقبل آیت میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۗ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّن يَنقَلِبُ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ ۚ وَإِن كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ـ

(سورة البقرة آیت ۱۴۴)

ترجمہ

" اور (اے مسلمانو! جس طرح ہم نے تمہیں سیدھی راہ دکھائی ہے) اسی طرح ہم نے تمہیں ایک اعلےٰ درجے کی امت بنایا ہے تاکہ تم (دوسرے) لوگوں کے نگران بنو اور یہ رسول تم پر نگران ہو اور ہم نے اس قبلہ کو جس پر تُو (اس سے پہلے قائم) تھا۔ صرف اس لئے مقرر کیا تھا کہ تاہم اس شخص کو جو اس رسول کی فرمانبرداری کرتا ہے اس شخص کے مقابل پر جو ایڑیوں کے بل پھر جاتا ہے (ایک ممتاز حیثیت میں) جان لیں اور یہ (امر) ان لوگوں کے سوا جن کو اللہ نے ہدایت ہے (دوسروں کے لئے) ضرور مشکل ہے اور اللہ تعالےٰ (ایسا) نہیں کہ تمہارے ایمانوں کو ضائع کرے۔ اللہ یقیناً سب انسانوں پر نہایت مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔"

مندرجہ بالا آیت کا ایک مطلب یہ ہے کہ تمہارا اعلےٰ درجہ کی امت ہونا اس بات کا متقاضی تھا کہ تمہارا قبلہ بھی ان سب سے اعلےٰ ہو اور اب تمہارا کام یہ ہے کہ تم ان اقدار کی حفاظت کی نگرانی کرو جن کی نشان دہی تمہارا قبلہ کرتا ہے اور ہمارا رسول تمہاری نگرانی کرے۔

اُسمیں وہی مضمون بیان ہوا ہے جس کا تذکرہ ماقبل تحریر کیا جا چکا ہے کہ خدا تعالےٰ کی سنت یہ ہے کہ جب روشنی کے زمینی وسیلے ختم ہو جاتے ہیں تب اللہ تعالےٰ آسمانی ذریعہ سے محمدی نور کی شمع کو دوبارہ روشن کرتا ہے اور اسی پر ایمان لانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور آپ کے متبعین سے عہد لیا تھا کہ

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى ٥ ١١٧ طٰہٰ

فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ٥ ١١٨ طٰہٰ

اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ٥ ١١٩ طٰہٰ

وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ٥ ١٢٠ طٰہٰ

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ٥ ١٢١ طٰہٰ

فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا

مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ز وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝ ۱۲۲ طٰہٰ

ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝ ۱۲۳ طٰہٰ

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا ۢ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ج فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ

هُدًى ۥ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝ ۱۲۴ طٰہٰ

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ ۱۲۵

قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝ ۱۲۶ طٰہٰ

قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ج وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ۝ ۱۲۷ طٰہٰ

وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ط وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى ۝ ۱۲۸

اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ط

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ع ۝ ۱۲۹ طٰہٰ

ترجمہ

"اور (یہ بھی یاد کرو کہ) جب ہم نے ملائکہ سے کہا کہ آدم (کی پیدائش کے شکریہ میں خدا) کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کر دیا اس نے انکار کر دیا۔

اس پر ہم نے آدم سے کہا اے آدم (یہ ابلیس) یقیناً تیرا اور تیرے ساتھیوں کا دشمن ہے پس تم دونوں (گروہوں) کو یہ جنت سے نہ نکال دے

کہ اس کے نتیجہ میں تو (اور تیرا ہر ساتھی) مصیبت میں پڑ جائے۔

یقیناً اس (جنت) میں تیرے لئے یہ (مقدر) ہے کہ تو بھوکا نہ رہے (اور نہ تیرے ساتھی) اور تو ننگا نہ رہے۔

اور نہ تو پیاسا رہے اور نہ دھوپ میں جلے

اس پر شیطان نے اس کے دل میں وسوسہ ڈالا (اور) کہا اے آدم!

کیا میں تجھے ایک ایسے درخت کا پتہ دوں جو سدا بہار ہے اور ایسی بادشاہی (کا پتہ دوں) جو کبھی فنا نہ ہوگی۔

پس ان دونوں نے (یعنی آدم اور اس کے ساتھیوں نے) اس درخت میں سے کچھ کھایا (یعنی اس کا مزا چکھا) جس پر ان دونوں کی کمزوریاں ان پر کھل گئیں اور وہ دونوں اپنے اوپر جنت کی زینت کے سامان (یعنی نیک اعمال) چپٹنے لگ گئے اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پس وہ صحیح راستہ سے بھٹک گیا۔

اس کے بعد اس کے رب نے اس کو چن لیا اور اس پر رحم کی نظر ڈالی اور اس کو صحیح طریق کار بتا دیا۔

(اور خدا نے) کہا تم دونوں (گروہ) اس میں سے سارے کے سارے نکل جاؤ۔ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہوں گے۔ پس اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کی اتباع کرے گا وہ کبھی گمراہ نہ ہوگا اور نہ کبھی ہلاکت میں پڑے گا۔

اور جو شخص میرے یاد دلانے کے باوجود اعراض سے کام لے گا اسے تکلیف والی زندگی ملے گی اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔

(جس پر) وہ کہے گا، اے میرے رب تُو نے مجھے کیوں اندھا اٹھایا حالانکہ میں تو خوب دیکھ سکتا تھا۔

(اس پر خدا) فرمائے گا تیرے پاس بھی تو ہماری آیات آئی تھیں جن کو تُو نے بھلا دیا تھا سو آج تجھ کو بھی (خدا کی رحمت کے تقسیم کے وقت) ترک کر دیا جائے گا۔ اور جو خدائی قانون سے باہر چلا جاتا ہے اور اپنے رب کی آیات پر ایمان نہیں لاتا اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور (یہ تو صرف دنیوی سلوک ہے) آخرت کا عذاب اس سے بھی زیادہ سخت اور بہت مدت تک جانے والا ہے۔

کیا ان لوگوں کو (اس بات سے) ہدایت حاصل نہ ہوئی کہ ان سے پہلی گزری ہوئی قوموں میں سے کتنوں کو ہم نے ہلاک کر دیا۔ (یہ لوگ) ان کے گھروں میں چلتے پھرتے ہیں اس میں عقل والے لوگوں کے لئے بڑے نشان ہیں۔"

تفسیر صغیر ص ۳۲۱ ۳۲۲

بعثت انبیاء کے انکار کرنے والے بھی شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى

کے دھوکہ میں آئے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ روحانی بھوک پیاس اور ننگ کے دُور کرنے کے لئے کسی مامور کی ضرورت نہیں اور ہر قوم نے ایک مامور کو ماننے کے بعد دوسرے آنے والے مامور کو ضرور جھٹلایا۔ آدم سے لیکر آج تک یہ دھوکا شیطان بنی آدم کو دیتا چلا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے نسل آدم جنت ارضی سے نکل گئی اور طرح طرح کی گمراہیوں اور شقاوتوں میں گرفتار چلی آ رہی ہے۔ اس مضمون کو سورۃ جن آیت ۸ اور سورۃ مومن آیت ۳۵ اور سورۃ اعراف آیات ۲۷ تا ۲۹ میں بالتفصیل بیان کیا گیا ہے۔

قومی درستی کا طریق اور حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد

آیت محولہ بالا کَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔

" قومی درستی فردی درستی سے زیادہ توجہ چاہتی ہے اور ہر فرد کی توجہ چاہتی ہے۔ اگر ہر فرد اس مسئلہ کی طرف توجہ نہیں کرے گا تو بعض حصوں میں ضرور نقائص پیدا ہو جائیں گے اور پھر وہ اتنے بڑھ جائیں گے کہ ان کا دور کرنا فرد کے اختیار میں نہیں رہے گا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ نظام قائم رکھنے کے لیے اسلام نے خلافت کا سلسلہ قائم کیا ہے لیکن غلطی یہ ہے کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ صرف

خلافت ہی کا ذمہ ہے کہ وہ تمام کام کرے - حالانکہ یہ خلافت ہی کا ذمہ نہیں ہوسکتا - اور نہ کوئی ایک شخص ساری قوم کو اس رنگ میں اصلاح کرسکتا ہے جب تک تمام افراد میں یہ روح نہ ہو کہ وہ قوم کی اصلاح کا خیال رکھیں - اور جب تک تمام افراد اس کی درستی کی طرف توجہ نہ کریں اس وقت تک اصلاح کا کام کبھی کامیاب طور پر نہیں ہوسکتا - میں سمجھتا ہوں اگر قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل میں مسلمان نسلاً بعد نسلٍ تبلیغ ہدایت کا کام جاری رکھتے اور لوگوں کی نگرانی کا فرض صحیح طور پر ادا کرتے تو وہ کبھی تباہ نہ ہوتے - اب یہ ہماری جماعت کا کام ہے کہ وہ اس سبق کو یاد رکھے اور آئندہ نسلوں کی درستی کے لیے ہمیشہ جدوجہد کرتی رہے - "

تفسیر سورۃ البقرہ صفحہ ۲۳ زیر آیت ۱۴۴

مساجد کے مقاصد کو پورا نہ کرنیوالوں کیلئے انذار

مساجد کے یہ عظیم مقاصد ہیں جن سے غفلت برتنے والوں کو قرآن کریم میں وَمَنْ اَظْلَمُ سب سے بڑا ظالم کے الفاظ میں تنبیہہ کی گئی ہے اور نہیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی سخت عذاب کا انذار کیا گیا ہے

مندرجہ بالا الفاظ قرآن کریم میں چار قسم کے لوگوں کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔

۱:۔ منکرین انبیاء اور آیات اللہ کی تکذیب کرنے والوں کے لئے۔

۲:۔ جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کے بارہ میں۔

۳:۔ سچی گواہی کو چھپانے والوں کے لئے۔

۴:۔ ان لوگوں کے بارے میں جو مساجد میں ذکر الٰہی سے منع کرتے ہیں۔

اس چوتھی قسم کے لوگوں کے بارے میں قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَاۗىِٕفِيْنَ ڛ لَهُمْ فِى الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ

(سورۃ البقر۔ آیت ۱۱۵)

ترجمہ:۔ اور اس (شخص) سے بڑھ کر کون ظالم (ہو سکتا ہے) جس نے اللہ کی مساجد سے (لوگوں) کو روکا کہ اُن میں اس کا نام لیا جائے اور اُن کی ویرانی کے درپے ہوگیا۔ ان (لوگوں) کے لئے مناسب نہ تھا کہ ان (مساجد) کے اندر داخل ہوتے مگر (خدا سے)

ڈرتے ہوئے ان کے لئے دنیا میں (بھی) رسوائی ہے اور آخرت میں (بھی) ان کے لئے بڑا عذاب (مقدر) ہے۔

خُدا تعالےٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنا اصل ذکر ہے

یہاں ذکر سے مراد صرف اللہ اللہ کرنا اور تسبیح پھیرنا نہیں۔ بلکہ ذکر سے مراد خدا تعالےٰ کی صفات کو اپنے اندر پیدا کرنا ہے اور مساجد ہی وہ مقام ہیں جو اپنے مقاصد کے لحاظ سے ان صفات الٰہیہ کے ظہور کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ یہاں سے ہی اجتماعی معاشرت کا دور شروع ہوتا ہے۔ اور یہی مقامات ہیں جہاں سے جناب باری تعالےٰ کی صفات ملکیت رحمیت اور رحمانیت و ربوبیت کا مربوط نظام قائم کیا جا سکتا ہے چنانچہ بانی سلسلۂ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مہدی و مسیحِ موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

”جماعت احمدیہ میں داخل ہونیوالے کا فرض۔

جو شخص عام مسلمانوں میں سے ہماری جماعت میں داخل ہو جائے اس کا پہلا فرض یہی ہے کہ جیسا کہ وہ قرآن شریف کی سورۃ فاتحہ میں پنج وقت اپنی نماز میں یہ اقرار کرتا ہے کہ خدا ربّ العالمین ہے اور خدا رحمان ہے اور خدا رحیم ہے اور خدا ٹھیک

ٹھیک انصاف کرنے والا ہے۔ یہی چاروں صفتیں اپنے اندر بھی
قائم کرے ورنہ وہ اس دعا میں کہ اسی صورت میں پنج وقت
اپنی نماز میں کہتا ہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی اے ان چار صفتوں
والے اللہ میں تیرا ہی پرستار رہوں اور تو ہی مجھے پسند آیا ہے
سراسر جھوٹا ہے۔ کیونکہ خدا کی ربوبیت یعنی نوع انسان اور نیز
غیر انسان کا مربی بننا اور ادنیٰ سے ادنیٰ جانور کو بھی اپنی مربیانہ
سیرت سے بے بہرہ نہ رکھنا۔ یہ ایک ایسا امر ہے کہ اگر ایک خدا
کی عبادت کا دعویٰ کرنے والا خدا کی اس صفت کو محبت
کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کو پسند کرتا ہے یہاں تک کہ
کمال محبت سے اس الٰہی سیرت کا پرستار بن جاتا ہے۔ تو
ضروری ہوتا ہے کہ وہ آپ بھی اس سیرت اور صفت کو اپنے
اندر حاصل کرلے تا اپنے محبوب کے رنگ میں آجائے ایسا ہی
خدا کی رحمانیت یعنی بغیر عوض کسی خدمت کے مخلوق پر رحم
کرنا یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ سچا عابد جس کو یہ دعویٰ ہے کہ
میں خدا کے نقش قدم پر چلتا ہوں۔ ضرور یہ خُلق بھی اپنے اندر پیدا
کرتا ہے۔ ایسا ہی خدا کی رحیمیت یعنی کسی کے نیک کام میں اس کام
کی تکمیل کے لئے مدد کرنا بھی ایک ایسا امر ہے کہ سچا عابد، جو

خدائی صفات کا عاشق ہے۔ اس صفت کو اپنے اندر حاصل کرتا ہے۔ ایسا ہی خدا کا انصاف، جس نے ہر ایک حکم عدالت کے تقاضا سے دیا ہے نہ نفس کے جوش سے۔ یہ بھی ایک ایسی صفت ہے کہ سچا عابد کہ جو تمام الٰہی صفات اپنے اندر لینا چاہتا ہے اس صفت کو چھوڑ نہیں سکتا۔ اور راست بازی کی خو دبھاری نشانی یہی ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کے لئے ان چار صفتوں کو پسند کرتا ہے ایسا ہی اپنے نفس کے لئے بھی یہی پسند کرے۔ لہٰذا خدا نے سورۃ فاتحہ میں یہی تعلیم کی تھی جس کو اس زمانہ کے مسلمان ترک کر بیٹھے ہیں۔" (اشتہار واجب الاظہار ۱-۲ مورخہ ۴ نومبر ۱۹۰۰ء

(مشمولہ تریاق القلوب) تفسیر سورۃ فاتحہ ۱۸۷۔۱۸۶)

اسی مضمون کے تسلسل میں حضرت امام جماعت احمدیہ المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

"مگر یہ امر بھی مدنظر رکھنا چاہیئے کہ ذکر الٰہی کا قائم مقام وہ تمام کام بھی ہیں جو قومی فائدہ کے ہوں۔ خواہ وہ قضاء کے متعلق ہوں یا کسی اور رنگ میں مسلمانوں کی ترقی اور ان کے تنزل کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو اگر دیکھا جائے تو لڑائیوں کے فیصلے بھی مسجد میں ہوتے تھے۔ قضاء بھی وہیں ہوتی تھی تعلیم بھی وہیں ہوتی تھی جس سے

معلوم ہوتا ہے کہ مساجد صرف اللہ اللہ کرنے کیلئے ہی نہیں بلکہ
بعض دوسرے کام بھی جو قومی ضرورتوں سے تعلق رکھتے ہیں مساجد
میں کئے جا سکتے ہیں۔ کیونکہ اسلام میں ذکر الٰہی صرف بات کا نام
نہیں کہ انسان سبحان اللہ سبحان اللہ کہتا رہے۔ بلکہ اگر کوئی بیوہ
کی خدمت کرتا ہے تو وہ بھی دین ہے۔ اگر کوئی یتیم کی پرورش
کرتا ہے تو وہ بھی دین ہے اگر کوئی شخص قوم کی خدمت کرتا ہے
تو وہ بھی دین ہے۔ اگر کوئی شخص لوگوں کے جھگڑے دور کرتا ہے
اور ان میں صلح کراتا ہے تو یہ بھی دین ہے پس وہ تمام کام جن سے
قوم کو فائدہ پہنچے اور جو قوم کے اخلاق اور اس کی دنیوی حالت
کو اونچا کریں۔ ذکر الٰہی میں شامل ہیں اور ان کا مساجد میں کرنا
جائز ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اگر کوئی
مہمان آجاتا تو آپ مسجد میں ہی صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرماتے
کہ فلاں مہمان آیا ہے تم میں سے کون اسے ساتھ لے جائے گا۔
اب بظاہر یہ روٹی کا سوال تھا لیکن درحقیقت دین تھا۔ اس
لئے کہ اس سے ایک دینی ضرورت پوری ہوتی تھی لوگوں نے غلطی
سے دین کے معنوں کو بہت محدود کر دیا ہے حالانکہ دین اس لئے
نازل ہوا ہے کہ انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے اور خدا تعالیٰ بغیر

کسی خدمت کے بندہ سے نہیں ملتا بلکہ وہ یتیم کی پرورش کرنے سے ملتا ہے ۔ وہ بیوہ کی خدمت کرنے سے ملتا ہے وہ کافر کو تبلیغ کرنے سے ملتا ہے ۔ وہ مومن کو مصیبت سے نجات دلانے سے ملتا ہے پس ان باتوں کا اگر مسجد میں ذکر کیا جاتا ہے تو یہ دنیا نہیں بلکہ دین ہی کا حصہ ہوگا ۔ ہاں مساجد میں خالص ذاتی کاموں کے متعلق باتیں کرنا منع ہے مثلاً اگر تم کسی سے پوچھتے ہو کہ تمہاری بیٹی کی شادی کا کیا فیصلہ ہوا یا کہتے ہو کہ میری ترقی کا جھگڑا ہے ۔ افسر نہیں مانتے ۔ تو یہ باتیں مسجد میں جائز نہیں ہوں گی ۔ سوائے امام کے کہ اس پر تمام قوم کی ذمہ داری ہوتی ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ ضرورت محسوس ہونے پر ان امور کے متعلق بھی لوگوں سے باتیں کرے ۔ بہرحال مسجد میں خالص ذاتی کاموں کے متعلق باتیں کرنا منع ہے ۔ مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو وہ اس کے متعلق مسجد میں اعلان نہ کرے

(صحیح مسلم معہ شرح النوری جلد اول ص۲۱۰

(مطبوعہ اصح المطابع دہلی)

پس مساجد صرف ذکر الٰہی کے لئے ہیں لیکن ذکر الٰہی ان تمام باتوں پر مشتمل ہے جو انسان کی ملّی، سیاسی، علمی اور قومی برتری اور ترقی

کے لئے ہوں۔ لیکن وہ تمام باتیں جو لڑائی، دنگہ فساد یا قانون شکنی سے تعلق رکھتی ہوں خواہ ان کا نام ملی رکھ لو یا دینی۔ ان کا مساجد میں کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح مساجد میں ذاتی امور کے متعلق باتیں کرنا بھی منع ہے۔ کیونکہ اسلام مسجد کو بیت اللہ قرار دیتا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے مخصوص قرار دیتا ہے"

(تفسیر کبیر، جلد ۵ حصہ اول صفحہ ۲۹-۲۸)

مساجد کے یہ مقاصد اور امامت کی یہ رُوح جس کا گذشتہ صفحات میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس بات کے ضامن ہیں کہ پھر سے آدم ششم ہزار کے ذریعے اسلام کی نشأۃ ثانیہ پھیلے اور پھولے اور اسلام اپنی تمام برکات کے ساتھ ساری دنیا کے لوگوں کو اپنی گود میں لے لے اور وہ نئی زمین اور نیا آسمان اور نیا نظام قائم ہو جس کا حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وعدہ دیا گیا ہے اور وہ نیا انسان وجود میں آئے جسے کوئی دوسری ازم پسند نہ آئے سوائے اسلام کے اعلیٰ اور برتر نظام کے۔

فی زمانہ دنیا بہت تجربے کرنے کے بعد پھر سے ایک نئے نظام کی متلاشی ہے اور وقت آرہا ہے جبکہ دنیا مجبور ہو گی کہ امام زماں مہدی و مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف یہ پکارتی ہوئی دوڑتی چلی آئے۔

"یَا مَسِیْحَ الْخَلْقِ عَدْوَانَا لَنْ تَرَاہُ مِنْ بَعْدُ مَوَا دَنَا

دفسادنا" (تذکرہ ص۴۲۳)

ترجمہ: یعنی اے خدا کے مسیح جو مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہماری خبر لے اور ہمیں اپنی شفاعت سے بچا۔ تو اس کے بعد ہمارے خبیث مادوں کو نہیں دیکھے گا اور نہ ہمارا فساد کچھ فساد باقی رہے گا۔"

لہذا ضرورت ہے کہ تمام احمدی بیت اللہ اور مسجد کے نظام کو سمجھیں اور اس نظام کے شہسواروں کی اہمیت کو سمجھیں اپنے ووٹ کو مقدس امانت سمجھیں اور سب سے بڑھ کر اپنے خالق کے سامنے گریہ زاری کی اہمیت سمجھیں جو اس کے فضل کو کھینچتی ہے جس پر مدار ہے تمام کامیابیوں کا اور ان کی برکات کا۔

"غلبۂ اسلام کے دن بہت قریب آرہے ہیں"

امامِ جماعتِ احمدیہ کا جماعت سے خطاب

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جماعت کی انہی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"غرض یہ تئیس مقاصد ہیں جن کا تعلق بیت اللہ کی ازسرِ نو تعمیر سے ہے اور اس کے بیان کی ضرورت یہ پڑی کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے بڑے زور کے ساتھ مجھے اس طرف متوجہ کیا کہ موجودہ نسل کا جو تیسری نسل

احمدیت کی کہلا سکتی ہے۔ صحیح تربیت پانا اسلام کے لئے اشد
ضروری ہے۔ یعنی احمدیوں میں سے وہ جو ۲۵ سال کی عمر کے اندر
اندر ہیں یا جن کو احمدیت میں داخل ہوئے ابھی پندرہ سال نہیں
گذرے۔ اس گروہ کی اگر صحیح تربیت نہ کی گئی تو ان مقاصد کے
حصول میں بڑی رکاوٹیں پیدا ہو جائیں گی جن مقاصد کے حصول
کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جَرِیُّ
اللّٰہِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ کی شکل میں دنیا کی طرف مبعوث فرمایا
اور جن مقاصد کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو قائم
کیا ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری توجہ اس طرف پھیری
کہ اس گروہ کی تربیت کے لئے جو طریق اختیار کرنے چاہئیں۔ ان کا
بیان ان آیات میں ہے جن کے اوپر میں خطبات دے رہا ہوں اور اگر
ان مقاصد کو صحیح طور پر سمجھ لیا جائے اور ان کے حصول کی کوشش
کی جائے تو خدا کے فضل و کرم اور رحم کے ساتھ ہماری یہ پود صحیح
رنگ میں تربیت حاصل کر کے وہ ذمہ داریاں نبھا سکے گی، جو
ذمہ داریاں عنقریب ان کے کندھوں پر پڑنے والی ہیں۔ کیونکہ میری
توجہ کو اس طرف پھیرا گیا تھا کہ آئندہ بیس پچیس سال اسلام کی
نشاۃِ ثانیہ کے لئے بڑے ہی اہم اور انقلابی ہیں۔ اور اسلام کے

غلبہ کے بڑے سامان اس زمانہ میں پیدا کئے جائیں گے اور دنیا کثرت سے اسلام میں داخل ہو گی یا اسلام کی طرف متوجہ ہو رہی ہو گی۔ اس وقت اسی کثرت کے ساتھ ان میں مربی اور معلم چاہئیں ہوں گے وہ معلم اور مربی جماعت کہاں سے لائے گی اگر آج اس کی فکر نہ کی گئی۔ اس لئے اس کی فکر کرو اور ان مقاصد کو سامنے رکھو جو ان آیات میں بیان ہوئے ہیں۔ اور ان مقاصد کے حصول کیلئے جس رنگ کی تربیت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی روشنی میں اسی قسم کی تربیت اپنے نوجوانوں کو دو۔ تا جب وقت آئے تو بڑی کثرت سے ان میں سے اسلام کے لئے بطور مربی اور معلم کے زندگیاں وقف کرنے والے موجود ہوں تا وہ مقصد پورا ہو جائے کہ تمام بنی نوعِ انسان کو "عَلَى الدِّيْنِ وَّاحِدٍا" جمع کر دیا جائیگا۔ (تعمیر بیت اللہ کے تئیس عظیم الشان مقاصد صفحہ ۱۳۸-۱۳۷)

خطبہ حجۃ الوداع

خانہ کعبہ کے مقاصد کا بہترین جامع اعلان ہے

خانہ کعبہ کے مقاصد اور اس کے اظلال کی حفاظت کا سب سے بڑا

جامع اور بہترین اعلان وہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں۔

"لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔ لوگو! تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں، جیسا کہ تم آج کے دن کی اس شہر کی۔ اس مہینے کی حرمت کرتے ہو۔ لوگو! تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہونا ہے اور تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائے گا۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن کاٹنے لگو۔

لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے روندتا ہوں۔ جاہلیت کے قتل و خون ریزی کے تمام جھگڑے ملیا میٹ کرتا ہوں پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ بن الحارث کا خون جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اسے مار ڈالا تھا۔ میں چھوڑتا ہوں۔

جاہلیت کے زمانہ کا سود ملیا میٹ کر دیا گیا۔ پہلا سود اپنے خاندان کا جو میں مٹاتا ہوں، وہ عباس بن عبدالمطلب کا ہے۔ وہ سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا۔

لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے ان کو بیوی بنایا اور خدا کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لئے

حلال بنایا ہے۔ تمہارا حق عورتوں پر اتنا ہے کہ وہ تمہارے پر کسی غیر مرد کو (کہ اس کا آنا تم کو ناگوار رہتا ہے) نہ آنے دیں۔ لیکن اگر وہ ایسا کریں، تو ان کو ایسی مار مارو، جو نمودار نہ ہو۔

عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ، اچھی طرح پہناؤ۔

لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لوگے تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ وہ ہے اللہ کی کتاب قرآن:

لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید اُمت پیدا ہونے والی ہے۔ خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پنجگانہ نماز ادا کرو۔ سال بھر میں ایک مہینہ کے روزے رکھو اپنے مالوں کی زکوٰۃ نہایت خوشدلی کے ساتھ دیا کرو۔ خانۂ خدا کا حج بجا لاؤ اور تم میں سے جو صاحب امر ہوں، ان کی اطاعت کرو۔ جس کی جزا یہ ہے کہ تم پروردگار کی فردوس بریں میں داخل ہوگے۔

لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جائیگا۔ مجھے ذرا بتا دو کہ تم کیا جواب دوگے"۔

سب نے کہا کہ ہم اس کی شہادت دیتے ہیں۔ کہ آپ نے اللہ کے احکام ہم تک پہنچا دیئے۔ آپ نے رسالت و نبوت کا حق ادا کر دیا

آپؐ نے ہم کو کھوٹے کھرے کی اچھی طرح پہچان کرادی۔"
اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا۔
آسمان کی طرف انگلی اٹھاتے تھے اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے
(فرماتے تھے) اے خدا! سن لے (تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں)
اے خدا! گواہ رہنا (کہ یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں)
اے خداوند!! شاہد رہ (کہ یہ سب کیسا صاف
اقرار کر رہے ہیں)
پھر آپ نے فرمایا کہ تم لوگ یہ سب باتیں ان لوگوں کو پہنچا دینا
جو اس وقت یہاں موجود نہیں۔"

اسلامستان کی پہلی سیڑھی

پاکستان کو خانہ کعبہ اور مساجد کے مقاصد کو پورا کرنے کی پہلی سیڑھی بناؤ

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد رضی اللہ عنہ ۱۹۴۷ء میں جلسہ لاہور میں سامعین سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

" پاکستان کا مسلمانوں کو مل جانا اس لحاظ سے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے کہ اب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سانس لینے کا موقعہ میسر آگیا ہے۔ اور وہ آزادی کے ساتھ ترقی کی دوڑ میں حصہ لے سکتے ہیں۔ اب ان کے سامنے ترقی کے اتنے غیر محدود ذرائع ہیں کہ اگر وہ ان کو اختیار کریں تو دنیا کی کوئی قوم ان کے مقابلہ میں ٹھہر نہیں سکتی۔ اور پاکستان کا مستقبل نہایت ہی شاندار ہو سکتا ہے۔ مگر پھر بھی پاکستان ایک چھوٹی چیز ہے۔ ہمیں اپنا قدم اس سے آگے بڑھانا چاہیئے اور پاکستان کو اسلامستان کی بنیاد بنانا چاہیئے۔ بے شک پاکستان بھی ایک اہم چیز ہے۔ بے شک عرب بھی ایک اہم چیز ہے۔ بے شک حجاز بھی ایک اہم چیز ہے بے شک مصر بھی ایک اہم چیز ہے۔ بے شک ایران بھی ایک اہم چیز ہے

مگر پاکستان اور عرب اور حجاز اور دوسرے اسلامی ممالک کی ترقیات صرف پہلا قدم ہے۔ اصل چیز دنیا میں اسلامستان کا قیام ہے۔ ہم نے پھر سارے مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرنا ہے۔ ہم نے پھر اسلام کا جھنڈا دنیا کے تمام ممالک میں لہرانا ہے۔ ہم نے پھر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نام عزت و آبرو کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے۔ ہمیں پاکستان کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں مصر کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں عرب کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ ہمیں ایران کے جھنڈے بلند ہونے پر بھی خوشی ہوتی ہے۔ مگر ہمیں حقیقی خوشی تب ہو گی جب سارے ملک آپس میں اتحاد کرتے ہوئے اسلامستان کی بنیاد رکھیں۔ ہم نے اسلام کو اس کی پرانی شوکت پر قائم کرنا ہے۔ ہم نے خدا تعالےٰ کی حکومت دنیا میں قائم کرنا ہے۔ ہم نے عدل اور انصاف کو دنیا میں قائم کرنا ہے اور ہم نے عدل اور انصاف پر مبنی پاکستان کو اسلامک یونین کی پہلی سیڑھی بنانا ہے۔ یہی اسلامستان ہے جو دنیا میں حقیقی امن قائم کرے گا۔ اور ہر ایک کو اس کا

حق دلائے گا۔ جہاں روس اور امریکہ فیل ہوا صرف مکّہ اور
مدینہ ہی انشاء اللہ کامیاب ہوں گے۔ یہ چیزیں اس وقت ایک پاگل
کی بڑ معلوم ہوتی ہیں مگر دنیا میں بہت سے لوگ جو عظیم الشان تغیر
کرتے رہے ہیں وہ پاگل ہی کہلاتے رہے ہیں۔ اگر مجھے بھی لوگ پاگل
کہہ دیں تو میرے لئے اس میں شرم کی کوئی بات نہیں۔ میرے
دل میں ایک آگ ہے ایک جلن ہے ایک تپش ہے جو مجھے
آٹھوں پہر بیقرار رکھتی ہے۔ میں مسلمانوں کو ان کی ذلت کے
مقام سے اٹھا کر عزت کے مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں پھر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلانا
چاہتا ہوں۔ میں پھر قرآن کریم کی حکومت دنیا میں قائم کرنا
چاہتا ہوں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ بات میری زندگی میں ہوگی
یا میرے بعد۔ لیکن میں یہ جانتا ہوں کہ میں اسلام کی بلند

ترین عمارت میں اپنے ہاتھ سے ایک اینٹ لگانا چاہتا ہوں
یا اتنی اینٹیں لگانا چاہتا ہوں جتنی اینٹیں لگانے کی خدا
مجھے توفیق دے دے اور میرے جسم کا ہر ذرّہ اور
میری روح کی ہر طاقت اس کام میں خدا تعالےٰ کے
فضل سے خرچ ہو گی اور دنیا میں کوئی بڑی سے بڑی
طاقت میرے اس ارادہ میں حائل نہیں ہو گی

میں جماعت کے دوستوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ اپنے نقطۂ
نگاہ کو بدلیں۔ وہ زمانہ گیا جب ایک غیر قوم ان پہ حکمران تھی
اور وہ محکوم سمجھے جاتے تھے۔ میں تو اس زمانہ میں بھی اپنے آپ
کو غلام نہیں سمجھتا تھا لیکن چونکہ ایک غیر قوم ہم پہ حکمران تھی کبھی
کبھی خواہش پیدا ہوتی ہے کہ ہندوستان کو چھوڑیں اور کسی اسلامی
ملک میں جا کر رہنا شروع کر دیں لیکن اب اللہ تعالےٰ کا یہ کتنا
احسان ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم دُور کسی اسلامی ملک مثلاً عرب
یا حجاز میں جاتے اس نے ہمیں وہ ملک دے دیا جو عمل کرے نہ

کرے کہلاتا خدا کا ہے ۔ کہلاتا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہے میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے لیے بہت خوشی کا مقام ہے
کہ چاہے اس نے چھوٹی چیز دی مگر اپنی تو دی ۔ یہاں کوئی میری
مانے یا نہ مانے ۔ سُنے یا نہ سُنے جب میں یہ کہوں کہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہیں تو کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے ساتھ کیا تعلق ہے کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے نام پر ایک حکومت قائم ہو گی پس اس تصور سے
میری خوشی کی کوئی انتہا نہیں رہتی میں ان غموں کو بھول
جاتا ہوں جو ہندوستان میں ہمیں پیش آئے اس لئے کہ
میرا مکان گو میرے ہاتھ سے جاتا رہا مگر میرے آقاؐ
کو ایک مکان مل گیا ۔ یہ درست ہے کہ چالیس لاکھ مسلمانوں
کے مکان اُن کے ہاتھ سے جاتے رہے ، وہ گھر سے بے گھر ہو گئے
وہ جائدادوں سے بے دخل ہو گئے مگر ایک جگہ ضرور ایسی پیدا ہو گئی ہے
جس کے متعلق محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ میری
جگہ ہے اور یہ خوشی ہماری جائدادوں کے کھوئے جانے سے بہت زیادہ ہے"

الفضل ۲۳ امان مارچ ۱۳۳۵ھش/۱۹۵۶ء صـ ۸

اور پھر ایک اور موقعہ پر نوجوانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

" تم ایک نئے ملک کے شہری ہو۔ دنیا کی بڑی
مملکتوں میں سے بظاہر ایک چھوٹی سی مملکت کے شہری
ہو۔ تمہارا ملک مالدار ملک نہیں ہے ایک غریب ملک ہے
دیر تک ایک غیر حکومت کی حفاظت میں امن اور سکون
سے رہنے کے عادی ہو چکے ہو سو تمہیں اپنے اخلاق اور
کردار بدلنے ہوں گے۔ تمہیں اپنے ملک کی عزت اور
ساکھ دنیا میں قائم کرنی ہو گی۔ تمہیں اپنے ملک کو دنیا
سے روشناس کرانا ہو گا۔ ملکوں کی عزت کو قائم رکھنا
بھی ایک بڑا دشوار کام ہے لیکن ان کی عزت کو بنانا اس سے
بھی زیادہ دشوار کام ہے اور یہی دشوار کام تمہارے ذمہ

ڈالا گیا ہے ۔ تم ایک نئے ملک کی پود ہو تمہاری ذمہ

داریاں پرانے ملکوں کی نئی نسلوں سے بہت زیادہ ہیں

انہیں ایک بنی ہوئی چیز ملتی ہے ۔ انہیں آباء کی سنتیں یا

روائتیں وراثت میں ملتی ہیں مگر تمہارا یہ حال نہیں ہے

تم نے ملک بھی بنانا ہے اور تم نے نئی روائتیں بھی قائم

کرنی ہیں ۔ ایسی روائتیں جن پر عزت اور کامیابی کے ساتھ

آنے والی بہت سی نسلیں کام کرتی چلی جائیں اور ان

روائتوں کی راہنمائی میں اپنے مستقبل کو شاندار بناتی چلی

جائیں ۔

پس دوسرے قدیمی ملکوں کے لوگ ایک اولاد ہیں

مگر تم ان کے مقابلے پہ ایک باپ کی حیثیت رکھتے ہو۔

وہ اپنے کاموں میں اپنے باپ دادوں کو دیکھتے ہیں
تم نے اپنے کاموں میں آئندہ نسلوں کو مدِ نظر رکھنا ہوگا
جو بنیاد تم قائم کرو گے آئندہ آنے والی نسلیں ایک حد
تک اس بنیاد پر عمارت قائم کرنے پر مجبور ہوں — اگر
تمہاری بنیاد ٹیڑھی ہوگی تو اس بنیاد پر قائم کی گئی عمارت
بھی ٹیڑھی ہوگی ۔ اسلام کا مشہور فلسفی شاعر کہتا ہے۔

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریّا مے رود دیوار کج

یعنی اگر معمار پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھتا ہے تو اس پر کھڑی
کی جانے والی عمارت اگر ثریّا تک بھی جاتی ہے تو ٹیڑھی
ہو جائے گی ۔ پس بوجہ اس کے کہ تم پاکستان کی خشتِ

اول ہو۔ تمہیں اس بات کا بڑی احتیاط سے خیال رکھنا چاہیئے کہ تمہارے طریق اور عمل میں کوئی کجی نہ ہو۔ کیونکہ اگر تمہارے طریق اور عمل میں کوئی کجی ہوگی تو پاکستان کی عمارت ثریا تک ٹیڑھی چلتی جائے گی۔

بے شک یہ کام مشکل ہے لیکن اتنا ہی شاندار بھی ہے اگر تم اپنے نفسوں کو قربان کر کے پاکستان کی عمارت کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دو گے تو تمہارا نام اس عزت اور اس محبت سے لیا جائے گا جس کی مثال آئندہ آنے والے لوگوں میں نہیں پائی جائے گی۔

پس میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنی نئی منزل پر عزم استقلال اور علو حوصلہ سے قدم مارو۔ قدم مارتے چلے جاؤ اور اس

بات کو مدنظر رکھتے ہوئے قدم بڑھاتے چلے جاؤ کہ عالی

ہمّت نوجوانوں کی منزلِ اول بھی ہوتی ہے اور منزلِ دوم

بھی ہوتی ہے۔ منزل سوم بھی ہوتی ہے لیکن آخری منزل

کوئی نہیں ہوا کرتی ایک منزل کے بعد دوسری اور

دوسری کے بعد تیسری وہ اختیار کرتے چلے جاتے ہیں۔

وہ اپنے سفر کو ختم نہیں کرنا چاہتے وہ اپنے رختِ سفر

کو کندھے سے اتارنے میں اپنی ہتک محسوس کرتے ہیں

ان کی منزل کا پہلا دَور اسی وقت ختم ہوتا ہے جب کہ وہ

کامیاب اور کامران ہو کر اپنے پیدا کرنے والے کے

سامنے حاضر ہوتے ہیں۔ اور اپنی خدمت کی داد اس

سے حاصل کرتے ہیں جو ایک ہی ہستی ہے جو کسی کی صحیح

خدمت کی داد دے سکتی ہے۔

پس اے خدائے واحد کے منتخب کردہ نوجوانو!

اسلام کے بہادر سپاہیو! ملک کی امید کے مرکزو! قوم کے

سپوتو! آگے بڑھو کہ تمہارا خدا، تمہارا دین، تمہارا ملک

اور تمہاری قوم محبت اور امید کے مخلوط جذبات سے

تمہارے مستقبل کو دیکھ رہے ہیں۔"

(الفضل ۱۳ شہادت/اپریل ۱۳۲۹ ہش/۱۹۵۰ء ص۳،۲)

اسی طرح ایک اور موقعہ پر جماعت احمدیہ کو اس ضمن میں اجتماعی دعاؤں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"حکومت کا ان حالات میں بچ جانا جن سے پاکستان گزرا ہے پھر اس کا ترقی کرنا اور عزت حاصل کر لینا کوئی معمولی بات نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالے کا اس میں کتنا ہاتھ ہے اگر پاکستان طاقت کے زور سے بنتا تو یہ ناممکن تھا۔ لاکھوں آدمی مارا جارہا تھا۔ گولہ بارود ہندوستان میں رہ گیا تھا۔ فوجیں باہر تھیں ان حالات میں وہ کونسی طاقت تھی جس

کے زور سے پاکستان بنا۔ روپیہ اُدھر تھا، سامان جنگ اُدھر تھا، کام کرنے والے اُدھر چلے گئے دس بیس لاکھ کے قریب آدمی مارے گئے یہ صرف خدائی طاقت تھی جس کی وجہ سے پاکستان کا رعب پڑ گیا... پاکستان کا قائم رہنا اور بیرونی دنیا میں اس کا مشہور ہو جانا اس میں خدا تعالےٰ کا ہاتھ ہے خدا تعالےٰ جس کی نصرت پر آتا ہے کوئی طاقت اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی۔"

اسی تسلسل میں حضور رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا

"پس راتوں کو اٹھو، خدا تعالےٰ کے سامنے عاجزی اور انکسار کرو۔ پھر یہی نہیں کہ خود دعا کرو بلکہ یہ بھی دعا کرو کہ ساری جماعت کو دعا کا ہتھیار مل جائے ایک سپاہی جیت نہیں سکتا جیتتی فوج ہی ہے۔ اسی طرح اگر ایک فرد دعا کرے گا تو اس کا اتنا فائدہ نہیں ہو گا جتنا ایک جماعت کی دعا سے

فائدہ ہوگا۔ تم خود بھی دعا کرو اور پھر ساری جماعت کے
لئے بھی دعا کرو کہ خدا تعالیٰ انہیں دعا کرنے کی توفیق عطا
فرمائے۔ ہر احمدی کے دل میں یقین پیدا ہو جائے کہ دعا ایک
کارگر وسیلہ ہے اور یہی ایک ذریعہ ہے جس سے کامیابی
حاصل کی جاسکتی ہے۔ جماعت کے سب افراد میں ایک آگ
سی لگ جائے۔ ہر احمدی اپنے گھر پر دعا کر رہا ہو پھر
دیکھو کہ خدا تعالیٰ کا فضل کس طرح نازل ہوتا ہے۔"

(الفضل ۱۷ ماہ نبوت / نومبر ۱۳۳۰ھش / ۱۹۵۱ء صفحہ ۳-۴)

ضمون ہذا کے سلسلہ میں جو کتب زیر مطالعہ رہیں

نام کتب	نام مصنف یا مرتب کنندہ
فسیر صغیر	از حضرت الحاج مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
سیر کبیر	" " " " "
نسیر سورۃ فاتحہ	از حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ
لفہ گولڑویہ	" " " " " "
ربر القرآن (تفسیر)	از مولانا امین احمد صاحب اصلاحی
فہیم القرآن	جناب مولانا ابو الاعلیٰ مودودی صاحب
بیان القرآن	جناب مولانا ابو الکلام آزاد صاحب (مرحوم)
مفہوم القرآن	جناب غلام احمد صاحب پرویز
معارف القرآن	جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی
سیر روحانی	(لیکچر) حضرت الحاج بشیر الدین صاحب محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ
سیر روحانی (حصہ سوم)	" " " " " "

بیان القرآن	جناب مولانا محمد علی صاحب ایم اے مفسر انگریزی ترجمۃ القرآن
تعمیر بیت اللہ کے تئیس عظیم الشان مقاصد	از حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایداللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
پاکستان کا روحانی پس منظر	مرتبہ جناب مولانا دوست محمد صاحب مورخ تاریخ احمدیت
کتاب الحج	مرتبہ جناب عبدالحمید خان صاحب ابن الحاج مولانا فیروز دین صاحب
کتاب الحج	مرتبہ الحاج گلزار محمد صاحب
حج اور اس کے مسائل	از مولانا محمد یوسف صاحب اصلاحی
تاریخ حرمین	حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی
سفرِ مقدس	از مفتاح الدین صاحب ظفر
آپ حج کیسے کریں	مولانا محمد منظور نعمانی
اسلام کا نظام مساجد	از مولانا ظفیر الدین صاحب پورہ نوڈیہادی
حدیقۃ الصالحین	از جناب ملک سیف الرحمٰن صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ
القرآن الحکیم	از مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی
لبیک	ممتاز مفتی صاحب

سبحۃ المرجان	از مولانا سید غلام علی آزاد بلگرامی
قرآن مجید ترجمہ معہ تفسیری اردو انگریزی	از الحاج پیر صلاح الدین صاحب

دل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں   قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے